چہارم قوت جاذبہ کو زیادہ کرنا پنجم خون کو پتلا کرنا

خوف فصد کے

اوّل بیہوشی مہلک دوم ضعف خون سوم امراض قلب چہارم استسقا

نکات

نکتہ ۱ اکثر اوقات کہنی کی کوئی رگ کھول دینی کافی ہوتی ہی جیسے
بیزالک * یا * میڈین بیزالک * یعنی باسلیق اور ہفت اندام
لیکن بعض امراض سر میں لڑکوں سے * جوگولر وین * اور جوانوں کی
ٹمپرل آرٹری کھولنی بہتر ہی

نکتہ ۲ چھوٹے بچوں اور ضعیف آدمیوں کی فصد کھولنی مناسب نہیں ہی
کیونکہ اونکو اسکی برداشت نہیں ہوتی

نکتہ ۳ دیہات کے باشندے شہر کے رہنے والوں کی نسبت خون کے اخراج
کی زیادہ برداشت کر سکتے ہیں

نکتہ ۴ بلغمی مزاج اور وہ لوگ جن میں مادہ کنٹھمالا یا * سکروفی * یا *
تھائیسس * کا پایا جاتا ہی خون کے زیادہ اخراج کے متحمل نہیں ہوتے
اور اسی طرح وہ لوگ جن کو امراض قلب لاحق ہوتے ہیں خون نکلنے کے
متحمل نہیں ہوتے

نکتہ ۵ حالت حیض اور تبخیر رحم کے مرض میں گو کیسی ہی علامات شدت کی

ما شاء الله ولا قوة الا بالله
در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۹۴

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہرہ ہی جا بجا جو قلم کے صریر کا
ہی سب یہ فیض حمد خدائے قدیر کا

قدرت سے اوسکی گوہر شہوار ہو گیا
قطرہ گرا زمین پہ جو ابر مطیر کا

اعمال نیک مین رہے مصروف رات دن
لازم بشر کو خوف ہے بئس المصیر کا

الغجار و کو ہر طرح اختیار
ارشاد سب سے ہی یہ طریقت کے پیر کا

قارونکا حال سنکے یہ حیرت ہوئی مجھے
دل سے خیال مٹ گیا مال خطیر کا

منظور تھا کہ جان وہ دے بیستونپر
حیلہ تھا کوہکن کو فقط جوئے شیر کا

سب بارگاہ عشق مین یکسان ہین دوستو
یہان فرق کچھہ نہین ہی امیر و فقیر کا

جسجا یہ مجتمع ہون سخندان خوش بیان
وہان کیا حساب مجھسے نحیف و حقیر کا

اکدن ضرور زیر زمین ہوئیگا مقام
پھر امتیاز کیا ہی سریر و حصیر کا

سبکا نیازمند ہون مجکو نہین غرور
خدمتگزار ہون مین صغیر و کبیر کا

ملتا ہی جو خدا سے قناعت اوسی پہ ہے
پابند مین نہین ہون قلیل و کثیر کا

اوصاف میری طبع مین ہین اور حسد نہین
مشتاق دلسے ہون سخن دلپذیر کا

کیونکر نہ دلپسند ہو ناسخ مرا کلام
روح القدس ہی نام مرے ہمصفیر کا

پھر ہول روز حشر کا ہرگز نہ خوف ہو
دامن جو ہاتھ مین ہو بشیر و نذیر کا

شائق یہی دعا ہی کہ میدان حشر مین
سایہ ملے لوائے بشیر و نذیر کا ؏

شجر سے گل سے جلوہ ہی نمایان تیری صنعت کا
لطافت کا دیا جامہ ہے اوسکو نزاکت کا

ادا ہرگز نہو گا وصف اے رب تیری صنعت کا
حلاوت کا کرین ہم شکر یا شور ملاحت کا

نخواہان ہن مین شوکت کا نہ شکوہ ہی مصیبت کا
فقط طالب ہون جان و دلسے مین تیری محبت کا

جو بندے خاص ہین تیرے زبانپر انکے جاری ہی
کہ ہمسے حق ادا ہوتا نہین تیری عبادت کا

نہ دیکھیں گے اوٹھا کر آنکھ بھی ہم تخت شاہی کو
خدا کر دے اگر مسند نشین قصر قناعت کا

الٰہی آبرو وہاں ہم سیہ کارونکی رکھ لینا
سنا ہے سخت ہے معرکہ روز قیامت کا

سوا تیری محبت یا سوا کے واسطے اوٹھ جائے
الٰہی درد دے دل میں تو ایسا اپنی الفت کا

سدا ہے ورد زبان بس نام تیرا اے مرے خالق
جب نکلے جان شتابی تن سے اور ہو وقت رحلت کا

گر لکھوں میں وصف ذات احمد مختار کا
شہرہ عالم میں ہو میری خوبیٔ گفتار کا

کوئی شے اوسکو نہیں بھاتی ہے دنیا کی کبھی
ہو گیا ہے عشق جسکو سیّد ابرار کا

سنکے اپنی بانسے حضرت احمدؐ کا نام
کہتا ہے صلِ علیٰ تیّا ہر اک گلزار کا

نعت احمدؐ گر بیاں سے تیری نکلے عندلیب
دوڑ کر لوٹے ہر غنچہ تیری منقار کا

پہلے کر لوں کہکشاں کو فرش انکی راہ میں
تب کروں کچھ وصف اونکی خوبیٔ رفتار کا

آب حیوان خضر کو تر کی نہیں خواہش اوسے
جو کہ طالب ہے نبی کی شربت دیدار کا

آفتاب حشر کی حدت سے اوسکو ڈر نہیں
جسکے سر پر پڑ گیا سایہ تیری دیوار کا

جو فدا ہیں جان و دل سے احمد مختار کے
حظ اونھیں ہوئیگا حاصل نعت کے اشعار کا

جو کہ منکر ہین نبوت کے لبِ شائق ضرور
بعد مرنے کے مزہ پائین گے وہ انکار کا

وصفِ اعجاز پیمبر جب رقم کرنے لگا
سر جھکا کر سجدۂ ایزد قلم کرنے لگا

سرکشی پر نفس امّارہ ہوا جب مستعد
نام حضرت کا مین پڑھکر اوسے خم کرنے لگا

پہلے اوسکو تھا میری جانب نہایت التفات
کیا سبب ہے اندنون الفت وہ کم کرنے لگا

زخم پر چھڑکا نمک قاتِل نے اپنے ہاتھ سے
دیکھئے تو بیوفا ایسا ستم کرنے لگا

صدق سے لے نام شائق کی اب پتھاوان
حکم حق سے قصد جب سوے عدم کرنے لگا

گلشن مین ہوا جب گذر اوس غنچہ دہن کا
مرجھایا نظر آیا ہر اک پھول چمن کا

شوخی ہے شرارت ہے غضب ہے تری رفتار
اللہ نگہبان ہے صنم تیرے چلن کا

دعوی کرے گر ہمسری قامتِ گلرو
کٹروالون قلم سر مین ابھی سروِ چمن کا

جائیگا نہ یون ہولِ دل اپنا یہ طبیبو
اک بوسہ لا دو مجھے اوس سیبِ ذقن کا

ہم سوختہ جانونکو ستاتا ہے شب و روز
جلجاے جگر کاش لبِ اس چرخ کہن کا

موںھہ چاندنی حجلت سے تہ ابر چھپایا ✦ سونے مین جو چہرہ کھلا اوس سیم بدن کا
اک اور مخل نکلا اپنا وصل کی شب مین ✦ ہاتھہ اونکو لگایا تو لڑا پاؤن کا جھٹکا

کچھہ ہول قیامت کا نہین خوف ذرا بھی
مشتاق کو بھروسا ہی شہنشاہ زمن کا ✦

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا ✦ بتون کا یہ نقشہ بدل جائیگا
ڈرا یدل نہ کر زلف سے ارتباط ✦ یہ ہی اژدہا بس نگل جائیگا
ہوئی ہمکو امید تیرا مریض ✦ سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا
نکر شمع روشن تو گھر مین کبھی ✦ جو پروانہ دیکھے گا جل جائیگا
نہ مانے گا یہ دل یقین ہی مجھے ✦ اگر آج ٹھیرا تو کل جائیگا
منالاؤنگا اوسکو مین اب ضرور ✦ کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا
بہت گالیان مین زبان روک لو ✦ مرے مونھہ سے بھی کچھہ نکل جائیگا
جو کرنی ہونیکی تو قف نکر ✦ تو رہ جائیگا جب وقت ٹل جائیگا
پھونکے گا جو صور قیامت تو بس ✦ اوسیدم یہ عالم بدل جائیگا

نہ روک اشک کو اپنے شائق کبھی
یہ ہی طفل آخر مچل جائیگا

کوچہ سے میرے جبکہ وہ خندان نکل گیا
پہلو سے دل بھی دوڑ کے نالان نکل گیا

طغیانی میرے اشک کی کم ہوگئی ہے اب
شکر خدا کرو کہ یہ طوفان نکل گیا

شمشیر مینے دیکھی جو قاتل کے ہاتھ مین
قبضہ سے میرے یہ دل حیران نکل گیا

لخت جگر بنا جو میرا لعل شب چراغ
آنسو بھی بنکے گوہر غلطان نکل گیا

بلوا کے اوسنے مجکو دیا بوسۂ ذقن
شائق کے دل سے آج یہ ارمان نکل گیا

بیوجہ کسی دل کا ستانا نہین اچھا
ہمراہ رقیبون کے یہ آنا نہین اچھا

ازخوف مکافات نصیحت کو میری سن
پروانہ کو اے شمع جلانا نہین اچھا

گلرویونکی الفت مین ہے نقصان دل و دین
یہ بار کسی طرح اوٹھانا نہین اچھا

لازم تھا کہ کچھ پھول چڑہاتا تو سمن بر
تیوری میری تربت پہ چڑہانا نہین اچھا

ایک روز یہ گل پھولیگا کہنا میرا مانو
صحبت مین دراندازونکی جانا نہین اچھا

ہم جان سے شیدا ہین مگر تمکو ہی غفلت
جو یاد کرے اوسکو بھلانا نہین اچھا

غیرون سے گلے ملتے ہو اور ہمکو تو صاحب
در پردہ بھی آواز سنانا نہین اچھا

جو دلمین ہو وہ صاف بیان کیجئے صاحب
محرم سے کوئی بات چھپانا نہین اچھا

مر جاؤنگا مین یار کے قدمون سے لپٹ کر
صدمے شب فرقت کے اوٹھانا نہین اچھا

ادنی سی وہ ایک بات پہ ہو جاتے ہین برہم
ای جوش جنون شور مچانا نہین اچھا

ڈر ہی مجھے صحبت کا اثر تجھہ مین ہو جاے
محفل مین رقیبون کو بلانا نہین اچھا

رحم انمین نہین نام کو بیمہر و وفا ہین
دل ایسے حسینون سے لگانا نہین اچھا

جلجائین گے اک آہ مین سب کوہ و بیابان
دیکھو مجھے اسطرح جلانا نہین اچھا

کچھہ توشۂ عقبی کی بھی کر فکر تو شائق
یون عمر گرانمایہ گنوانا نہین اچھا

بار سر چڑھنا نہین بیوجہ اس تلوار کا
اک نہ اک دل ہوگا کشتہ ابروی خمدار کا

قبضہ ہو آب بقا پر عاشقونکا کیا عجب
پی چکے پانی جو اے قاتل تری تلوار کا

غرق ہونے سے بچے ہم آج بحر اشک مین
گھاٹ دیکھا جبکہ ای قاتل تری تلوار کا

نخچہ کا احسان ہی لو نہین نفس شعر کے لئے
تیغ کا پھل کھاؤ نہین پانی پیو تلوار کا

ہر رگ و ریشہ مین شیرینی مین پاتا ہون صنم
کیا شکر پارہ تھا قاتل پھل تری تلوار کا

سرخرو ہوئی ہی عشاق کو بس آرزو
ہر گلو مشتاق ہے قاتل ترے اک وار کا

زلف ہی لہر تری کالی بلا ہی بے سر
عاشقون کے واسطے کوڑا بنا ہی مار کا

کرکے وعدہ وصل کا اور پھر مکر جاتے ہو تم
کیا ٹھکانا آپکے اقرار اور انکار کا

ہون گل عنابر کا عاشق خار کھاتے ہین رقیب
صاف ہے تختہ کہین اس خار سے گلزار کا

کردیا اشکون سے جل تھل ہو گیا سبزہ نمود
ابر بھی ممنون ہے میری چشم دریابار کا

شکر ہی خالق کا اے ہمدم سوا اوس دوست کے
اپنی محفل مین نہین ہی نام بھی اغیار کا

مونھہ چھپا جاتا ہے اکثر بھولے زلف یار سے
کچھہ عجب ہے تار یار و نافہ تاتار کا

چشم وحدت بین جو حاصل ہو تو آ جائے نظر
ایک ہے رشتہ تسبیح اور زنار کا

فیض سے روح القدس کے ملتے ہین مضمون مجھے
خلق مین کیونکر نہ شہرہ ہو مرے اشعار کا

بخشدے عصیان شائق اے میرے آمرزگار
واسطہ دیتا ہون تجکو احمد مختار کا

ایدل تو اوسکے عشق مین برباد کیون ہوا — مجھہ ناتوان پہ رب بیداد کیون ہوا

ہی قید و پا بگل چمنستان دہر مین — پھر نام سرو دستو آزاد کیون ہوا

کرتا ہی اب شکایت رنج و الم عبث — دیوانہ تجھکو عشق پریزاد کیون ہوا

کافی تھا میرے واسطے صحرا کا نوک خار — طیار پھر فصد یہ فصّاد کیون ہوا

چھوتا تھا مینے ابرو کو محراب جانکر — ٹیڑھا تو مجھسے او ستم ایجاد کیون ہوا

اوس سرو قد کے سامنے کیا اصل اسکی ہی — مغرور حسن قد ہی پہ شمشاد کیون ہوا

امید وصل یار مین کی تلخ زندگی — شیرین پہ شیفتہ دل فرہاد کیون ہوا

گر میرے آہ و نالہ مین تاثیر کچھ نہ تھی — تو موم اوسکا سینۂ فولاد کیون ہوا

تصویر میرے یار کی اوس سے نہ کھینچ سکی — شرمندہ اپنے ہاتھ سے بہزاد کیون ہوا

شاید کیا ہی وصل کا اقرار یار نے — ورنہ یہ آج سوختہ جان شاد کیون ہوا

بلوایا اوسنے مجھکو تو بولے رقیب سب — بھولا تھا اوسکو پھر وہ تجھے یاد کیون ہوا

حیرت یہی ہی ہمکو کہ بیوجہ بے سبب — دشمن ہمارا وہ ستم ایجاد کیون ہوا

اس دولت عظیم کے قابل یہ بت نتھے — انکو عطا یہ حسن خداداد کیون ہوا

اہل جنون کو بخت سے اپنی یہ ہی گلہ
پیدا جہان مین فرقۂ حدّاد کیون ہوا

اوسنے تو خون معاف کیا مجھہ نزار کا
امادہ بہر قتل یہ جلاد کیون ہوا

اس ازکو سوے خدا جانے کوئی کیا
پیدا بشر کے ساتھہ یہ ہمزاد کیون ہوا

گر ہی نہین عمارت عالی کی باز پرس
حضرت سے حکم منع یہ ارشاد کیون ہوا

مضمون پہ اس حدیث نبی کی نہ کی نظر
اے بے خبر تو پیرو شدّاد کیون ہوا

پیمان شکن ہمیشہ مین اوسکو کہا کیا
اب آج میری کہنے سے ناشاد کیون ہوا

سارے جہان کو دام مین اپنے کیا اسیر
شائق تمہارے قید سے آزاد کیون ہوا

جب سے کہ گھر سے دلربا نکلا
دل بھی پہلو سے ہو خفا نکلا

دل جو چیرا گیا تو کیا نکلا
نام دلبر کا بس لکھا نکلا

جسکو سمجھے تھے باوفا یارو
کیا غضب ہے کہ بیوفا نکلا

لوٹے قاتل کی ہی عجب تاثیر
جو گیا زندہ وہ موا نکلا

جان و دل عشق مین گئے افسوس
اوسکے مونہہ سے نہ مرحبا نکلا

حال دل سنکے یون کہا اوسنے
یہ تو مدت کا ماجرا نکلا

دیکھئے کون کون پیچ مین آئے
یار زلفون کو پھرنا نکلا

تھا لڑکپن مین گرچہ راست مزاج
اب تو وہ شوخ کج ادا نکلا

مین بھی ہون گر جواب گالی کا
پھر بھلا کہئے کیا مزہ نکلا

نہ خفا مجھسے ہوجئے صاحب
اتفاقاً ادھر مین آ نکلا

رشک گلزار ہوگئی وہ زمین
جس گلی سے وہ دلربا نکلا

بوئے گل تو کبھی نہ یہان لائی
تجھسے مطلب نہ اے صبا نکلا

مجکو بوسہ وہ دیکے کہتے ہین
اب تو ارمان ترا بتا نکلا

ساری دنیا کی سیر کی ہمنے
اوسکا ثانی نہ دوسرا نکلا

جوش وحشت سے تو بھی اے مشتاق
عشقبازون مین پیشوا نکلا

دکھاؤن ہجر مین گر جوش اپنی چشم گریانکا
نظر آئے جہانکو ماجرا طغیان طوفان کا

مین جان سے مشتاق ہون ہمیشہ وصل جانانکا
نہ مجکو شوق ہے فردوس کا نے حور وغلمان کا

مرا دل وادی ایمن سے بھی روشن زیادہ ہے
خیال اسمین ہے جا جب سے اوسکے روے تابان کا

نہین ہین عاشق زہرہ پرون جز چاہ بابل مین
بنا قیدی ہین اے مہر تیری چاہ زنخدان کا

مرے دیوانہ پن کو دیکھکر فرہاد و مجنون نے
دیا ہی ہاتھہ مین دامن میرے کوہ و بیابان کا

شب فرقت مین تارونکا چھٹکنا دیکھکر ایجان
مجھے دھوکا ہوا کرتا ہی ہر دم تیری افشان کا

مبارکباد اے اہل جنون پھر فصل گل آئی
لگے غنچے چٹکنے رنگ بدلا ہی گلستان کا

ہمیشہ رات کو خواب پریشان دیکھتا ہون مین
مجھے جب سے ہوا ہی عشق اوسکی زلف پیچان کا

جلا تھا سو الفت سے دیا پانی چھڑک سینے
ہمہ تن دل سے ممنون ہون مین اپنی چشم گریان کا

نظر مین تول لیتے ہین حسینونکی حقیقت کو
لیا کرتے ہین آنکھون سے ہم ایدل کام میزان کا

مدد کرتا ہی میرے آبلونکی دشت وحشت مین
ہے سر سبز یا رب ہر چمن خار بیابان کا

لبون پر جان آئی اے مسیحا دم چلا مجھکو
لب جان بخش مین تیرے اثر ہی آب حیوان کا

کئے کشتے جو لاکھون بیگنہ اس چرخ ظالم نے
نہین یہ پہلی شفق ہی رنگ خون شہیدان کا

سمایا ہی جو خاطر مین خیال ایزد برحق
گذر پھر کیونکہ ہو دلمین مرے وسواس شیطان کا

جو ہوگا موجزن دریا رحمت پھر تو اے شائق

بہا دیگا یہ جتنا دوش پر ہی بوجھہ عصیان کا

جلوہ گر بزم مین جو وہ گل رعنا ہوگا
محو نظارہ ہر اک عاشق شیدا ہوگا

جب وہ دلبر بھی کسی حسن پہ شیدا ہوگا
تب اوسے حال مرے دل کا ہویدا ہوگا

چھوڑ اوس بت کی محبت کو دلا بہر خدا
ورنہ یہ خوب سمجھ لے کہ تو رسوا ہوگا

ساتھہ غیرونکے مرے کلبۂ احزان مین جو آئے
امر یہ مجکو بھلا کیونکہ گوارا ہوگا

ہی بلا عشق بتان چاہیے اس سے پرہیز
پاس جائیگا نہ جو شخص کہ دانا ہوگا

بوئے عنبر لئے آتی ہی جو یہ باد نسیم
کسی گلرو نے مگر زلف کو کھولا ہوگا

روشنی طور کی ہی خال رخ دلبر مین
داغ سینہ کا ہمارے ید بیضا ہوگا

فتنہ انگیز رہا گر یونہی وہ مست خرام
ایکدن حشر اسی چال سے برپا ہوگا

آئین گے خار بیابان بھی قدمبوسی کو
جب گذر میرا کبھی جانب صحرا ہوگا

وصل کی صبح کو پہچانینگے اغیار اگر
چشم میگون مین ترے نشہ کا ڈورا ہوگا

اے فلک خوب نہین ظلم یہ ایسا ورنہ
ایک نالہ مین ابھی تو تہ و بالا ہوگا

سنکے اے باد صبا تو بھی پریشان ہوگی
زلف جانان کا اگر بال بھی بانکا ہوگا

جب نظر آئیگا تو آئینہ کامل مجھکو — شک نہین سینہ کا عالم اوکتا سا ہوگا

پھر دل اک بت پہ اب آیا ہے خدا خیر کرے — وہی زنار وہی ماتھے پہ قشقہ ہوگا

دیکھکر شعلہ رخون کو وہین اڑ جاتا ہے — دل نہوگا مرے پہلو مین یہ پارا ہوگا

ہم اسی فکر مین ہوجائینگے اکدن معدوم — پھر نہ مضمون کمر یار کا پیدا ہوگا

نام کیون پیر فلک کا یہ ہوا ہے ظالم — کسی بیکس کو مگر اسنے ستایا ہوگا

تیرا دیوانہ جو نکلیگا گلی سے تیری — پھر اطفال وہ گویا کہ تماشا ہوگا

ق

ایزد پاک کے الطاف و کرم سے ہمدم — بخت جسروز مساعد یہ ہمارا ہوگا

ساقی و بادہ و گلزار و حبیب خوشرو — سب یہ سامان تعیش کا مہیا ہوگا

ہوگی تعذیب اوسے پیش نظر سولی کے — جوکہ سودا زدۂ زلف چلیپا ہوگا

ہمسے پوشیدہ رقیبون سے ملا کرتے ہو — ایسی باتون مین کہو کیونکہ گذارا ہوگا

بی سبب داغ نہین ماہ کے سینے مین اوسنے شاید — شب مہتاب مین منہ اوسکو دکھایا ہوگا

جبکہ خوگر ہوئے ہم ہجر مین آیا ہے چین — پھر خفا ہوگے جو تم ہمسے تو بس کیا ہوگا

عفو تقصیر کا پیغام عجب ہے شائق

کون ایسا ہی جسے لکھنے کا یارا ہوگا

کیا پڑ رہے پڑنے جو نامہ ہمارا ٭ خطا اونکی کیا ہی یہ لکھا ہمارا

یہی ہی جو ہے چشم رونا ہمارا گرا دیگا گردون کو نالہ ہمارا

سُنا کرتے ہین سب حسین گوش دلسے نہایت ہے دلچسپ قصہ ہمارا

جو ہنسنے ہین سے تیر چمکتی ہی بجلی نہین ابر سے کم یہ رونا ہمارا

بتائیگا کیا کوئی اوسکے دہن کو نہوگا کبھی حل معمّا ہمارا

نہ دل پر ہی قابو نہ کچھہ چشم تر پہ نہ ساغر ہی اپنا نہ مینا ہمارا ٭

نہ دیکھے کبھی گرد عمر روان کے بہت تیز چلتا ہی گھوڑا ہمارا

یہ ترچھی نگہ سے جو دیکھا ہی سدم مگر مرغ دل تو نے تاکا ہمارا

لکھا کرتے ہین قد موزونکی توصیف کلام اس سے ہوتا ہی بالا ہمارا ٭

اشارہ کیا تھا جو کل ہمنے تمکو ذرا تمنے مطلب نہ سمجھا ہمارا

ملو ہمسے ایسے کہ دنیا مین ای گل رہے نام باقی تمھارا ہمارا ٭

پلا جام مے ہمکو شیشہ سے بھر کر ٭ نہ دل توڑ ساقی خدارا ہمارا

دکھایا یہ ساقی نے خالی جو ساغر
بھرا زندگی کا پیالہ ہمارا

ملا کیا تجھے اس سے او صید افگن
جو یہ مرغ دل تو نے مارا ہمارا

شب تار فرقت مین اختر کی مانند
چمکتا ہی کیا داغ سودا ہمارا

نہ خنجر قاتل ایسی جمے ہم
نہ مقتل سے پھر پاؤن جنکا ہمارا

وہ دل لیکے بوسہ جو دیتے ہین ہمکو
مقرر ہوا یہ وثیقہ ہمارا

نہ مٹی ہو برباد میری جو ہوئے
تری کوچہ مین دفن لاشہ ہمارا

دیا تمنے بوسہ تمھارا بھلا ہو
نہ دیتے تو کیا زور چلتا ہمارا

جو پوچھا کہ مشتاق سے کیا تمکو نسبت
تو بولا وہ ہنسکر کہ شیدا ہمارا

لیکے قاصد خبر نہین آتا ہے
رحم اوسکو مگر نہین آتا

چشم تر مین سوا صورت یار
کوئی مجکو نظر نہین آتا

تو ہی ہمدم بتا ذرا للہ
آہ مین کیون اثر نہین آتا

ظلم ہی کیجے کچھ تو کیجئے خیر
لطف تمکو اگر نہین آتا

واقعی ہے تبرّ ہبا تم سے
کام مین جو بشر نہین آتا

دوڑا پہرتا ہون بیقرار ایسے
جب تلک نامہ بر نہین آتا

سارے عالم کی سیر کرتا ہے
پر وہ دلبر ادہر نہین آتا

تو جو ہوتا نہین تو تیرے بغیر
خوش مجھے اپنا گھر نہین آتا

ہون تو عاشق پہ کیا کرون مجکو
نفس سرد بہر نہین آتا

اوسکے وعدونسے جان بلب ہون مین
آنے کہتا ہی پر نہین آتا

ہو گئی عمر سب بسر اپنی ؕ
پر غم دل ابہر نہین آتا

کیا کہین اپنا حال ہی شائق
کوئی ہمکو نظر نہین آتا

اشکباری ہوا شعار اپنا
نرہا دل پہ اختیار اپنا

دل نادان نے کھینچ کر نالہ
کھو دیا آہ اعتبار اپنا

پتلیان آنکھہ کی سفید ہوئین
حد سے گذرا بس انتظار اپنا

دام مین زلف عنبرین کے تری
طائر دل ہوا شکار اپنا

اے زمانہ ہمارا دشمن ہے ہے یہ برگشتہ روزگار اپنا

کاش اگر اقتضائے وحشت سے نجد مین ہو کہین گذار اپنا

منفعل قیس دیکھکر ہوئے یہ گریبان تار تار اپنا

نفس گرم تیری یاد مین ہے شعلہ زن صورت شرار اپنا

زلف کا حال کبھی پریشان ہو گریبان سے کیجے انتشار اپنا

شائق افسوس ہے زمانہ مین
نرہا کچھہ بھی یادگار اپنا

جب شریک صحبت اغیار وہ دلبر ہوا دوستو ہنگامہ محشر میرے سر پہ ہوا

بال زلفون کے ہوے سے دفعتہً بکھری تو یہان دفتر جمعیت دل یکقلم ابتر ہوا

حاملان عرش سے آئی صدائے الامان آہ کا میری گذر جب چرخ اخضر پر ہوا

فرقت جانانہ مین کیونکر دل ہوئے بیقرار ہے کہین سیماب بھی ہمصحبت اخگر ہوا

حسن تیرا شہرۂ عالم ہوا نے گفتگو طائر نکہت ہے کب محتاج بال و پر ہوا

کچھہ نیا میرا نہین جوش جنون اے چاک دل تار تار اپنا گریبان ناصحا اکثر ہوا

زاہد و دیکھو گے رتبہ میری مشت خاک کا
کاش خاک کوی جانان پر اگر بستر ہوا

تھی گردن مین وائے دہشت کہ کس صورت آہ
خار صحرائی رگ پا کو مرے نشتر ہوا

کیا کہون عالم مین اوسکی بخشش بیوجہ کا
رنگ رخ غصہ مین ہمرنگ مئے احمر ہوا

حسن عالم سوز ہی تیرا پری نام خدا
لب مقابل تیرے چہرے کے بشر خادر ہوا

اشک آئے مسلسل میری چشم زار سے
ایکدم مین جیب اوسکے دامان سر آستر ہوا

شب خیال چشم مینگون تمکین ہی اہی ہوش
موج زن طوفان اشک شائق مضطر ہوا

غمسے کوئی فارغ نہ ہمین دل نظر آیا
ہر شخص کا دل طائر بسمل نظر آیا +

سنتے ہین کہ رکھتا ہی سمندر بھی کنارہ
پر عشق کے دریا کا نہ ساحل نظر آیا

آتے ہی زمین پہ ہوا زہرہ سے تنفر
ہاروت کو جیسدم چہ بابل نظر آیا +

تسخیر کا مفہوم سراسر ہی غلط ہے
ہمکو تو نہ اتبک کوئی عامل نظر آیا

ہر ایک کو ہمنے ہوس خام ہی دیکھی
کوئی نہ فن عشق مین کامل نظر آیا

اک برق کا عالم ہوا اوس ضعف پہ اللہ
لیلی کا جو مین قیس کو محمل نظر آیا

یہ بارِ گرانِ عشق کا انسان نے اوٹھایا
کوئی نہ جب اس بار کا حامل نظر آیا

کاکل نے تری کب سے مجھے قید کیا ہے
مین اب تجھے پابند سلاسل نظر آیا

سب زندگیٔ خضر کے طالب ہین جہان مین
شائق مگر اک مرگ کا سائل نظر آیا

حال فرقت سے ہوپنچا ہی دلِ بیتاب کا
آگ پر جو حال ہوئے دفعۃً سیماب کا

کیا کہون عالم مین اپنے دیدۂ بیخواب کا
اشک چشم زار مین عالم ہی اک سیلاب کا

سینۂ و دلکی مرے حالت وہ آکر دیکھ لے
لطف دیکھا ہو جسنے معدنِ سیماب کا

تیرے رخسارِ عرق آلودہ پر جو بات ہے
ہمسری اوسکی کرے کیا منہ گلِ شاداب کا

ہمکو فرشِ بوریا کافی ہی سونے کے لئے
چاہئے تمکو بچھونا قاقم و سنجاب کا

پاگئے طینت مرے ہین افلاک کے کرتا ہون سیر
میرے سینہ پر کھینچا ہی نقشِ اصطرلاب کا

بوسۂ لب سے ترے ظاہر ہی اعجازِ مسیح
ہی مرض عشق کو اوسمین اثر عناب کا

مست ہوجاتا ہی عالم لذتِ تقریر سے
ہی مزہ باتون مین جانان کی شرابِ ناب کا

مچھلیون نے تیرے بالہ کی ترا ظاہر ہی سحر
ورنہ ہی جینا بھی ممکن ماہیٔ بے آب کا

اضطراب اُنکی نسبت دیجیے کس چیز سے
بیقراری مین کبھی رتبہ نہین سیماب کا
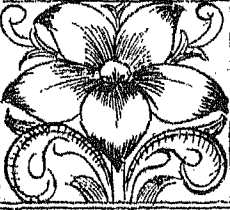
اپنے غم کا تو مجھے کچھ غم نہین جو ہو سو ہو
مارتا ہی غم مجھے **شائق** مگر احباب کا
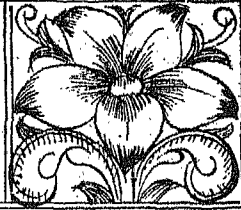
گو کہ مین سرگشتہ مدت تک بیابان مین رہا
پر دلِ شوریدہ میرا کوئی جانان مین رہا

غنچہ و گل چل بسے رخصت ہوئی فصلِ بہار
کیا مزہ رہنے کا اب بلبل گلستان مین رہا

جب تک اوس مہ کے تصور مین رہی وحشت مجھے
نور کا عالم مرے چاک گریبان مین رہا

زلفِ مشکین اپنی گو سلجھائی تو نے لاکھ بار
دل مرا اولجھا مگر زلفِ پریشان مین رہا

ہر کوئی یہان رنجشِ بیجا پہ آمادہ ہی
لطفِ صحبت کا نہین افرادِ انسان مین رہا

بات کچھ کھلتی نہین کیا جانے کیا بات ہی
جو گیا یہان سے وہ بس شہرِ خموشان مین رہا

کیفیت دیر و حرم کی کچھ نہ دونون پر کھلی
مخمصہ دائم یہ ہندو اور مسلمان مین رہا

شکر کی جا ہی کہ فیضِ عالمِ تجرید سے
صبح کا عالم یہان شامِ غریبان مین رہا

مین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بھی میرا غبار
سرمہ بنکر دیدۂ چشمِ غزالان مین رہا

طرزِ بندش سے تری ثابت یہ ہوتا ہی مجھے

پچھہ دونون شائق تو بیشک ہے صفا نہین رہا

گلشن کی طرف جب سے وہ پرفن نہین آتا
بلبل کو بھی خوش جلوۂ گلشن نہین آتا

جراح میرے زخم پہ ٹانکا نہ لگانا
یہان کام کبھی بخیۂ سوزن نہین آتا

ہین اور بھی دنیا مین حسین سیکڑون لیکن
تیرا سا نظر اورون کا جوبن نہین آتا

کس طور جھانکون سے اور کس شکل سے دیکھون
زندان مین نظر ایک بھی روزن نہین آتا

مستی سے یہ ہونٹون کی نظر آئی ہی جب سے
خوش مجکو کبھی تختۂ سوسن نہین آتا

کیونکر شب ہجر کٹے وائے مصیبت
نالہ نہین آتا مجھے شیون نہین آتا

ہم آہ تڑپتے ہین پڑے اور وہ قاتل
بھولے سے کبھی جانب مدفن نہین آتا

اوس شوخ کو بیوجہ کی پرخاش ہی مجھسے
کیا کیجئے مجبور ہین کچھ بن نہین آتا

وہ سوختہ جان ہون کہ تپش سے مجھے آرام
زیر شجر وادی ایمن نہین آتا

قاتل کی صفائی کو تو دیکھو کہ نظر مین
آلودۂ خون گوشۂ دامن نہین آتا

معشوق کو اپنی سین لگا لیتا ہون شائق
ہر چند تعشق کا مجھے فن نہین آتا

گلشن مین ذرا کھولدے جا کر بدن اپنا
تا مرتبہ معلوم کرے یاسمن اپنا

بلبل کو دکھاوے کبھی وہ گل بدن اپنا
بھولے سے نہ پھر یاد کرے وہ چمن اپنا

پھر از سر نو لطف چراغان نظر آئے
وحشت مین چمک جائے جو داغ کہن اپنا

غربت مین جو آتا ہی نظر مجمع احباب
بے ساختہ یاد آتا ہی مجھکو وطن اپنا

عاشق ہون دل و جان سی اس چشم سیہ پر
ہو کیون نہ قدمبوس غزال ختن اپنا

وحشت کا تقاضا ہی کہ چل سوی بیابان
مجنون سے کہو صاف کرے جلد بن اپنا

دنیا مین کچھے ہین سیر عدم مردم دنیا
دکھلادے ذرا تو کمر اپنی دہن اپنا

ہوگی نہ ہمین قبر مین کچھ شمع کی حاجت
باقی جو رہا ایک بھی تار کفن اپنا

دیکھے جو تری کاکل خمدار کے بل کو
سنبل کو فراموش ہو سب بانکپن اپنا

خلعت کی تمنا ہی نہ ملبوس کی پروا
عریانی کا جامہ ہی فقط پیرہن اپنا

تاثیر ہی سیفی کی ہر اک شعر مین شائق
ہو کیونکہ نہ مقبول طبایع سخن اپنا

عارض سے ترے کان کا بالا نہین ہلتا
کیا وجہ کہ اس ماہ سے ہالہ نہین ہلتا

لاکھون ہی صنم کی میری سینہ مین جگہ ہی
دلسے میرے اک بھی شوالا نہین ملتا

اوس شہر مین ہمتو نہ رہین گے نہ رہین گے
غیرون کو جہان دیس نکالا نہین ملتا

بدمست ہون اور عالم بالا کی کرین سیر
ایسا مئے احمر کا پیالہ نہین ملتا

گو ہی گل تر کو ترے رخسار سے تشبیہ
پر داغ جگر سے میرے لالہ نہین ملتا

معشوقون سے کہدو کہ نہ توڑین دل عشاق
سب ملتے ہین پر چاہنے والا نہین ملتا

افسوس ہی ساقی کوئی جام مئے گلرنگ
ہو جس سے میرا نشہ دوبالا نہین ملتا

ہون تنگ زمانہ سے مگر جاؤن کدہر آہ
عالم کوئی عالم سے نرالا نہین ملتا

شائق ہمین کمّل ہی عشق فنا مین ہی کافی
کچھ غم نہین اسکا کہ دوشالا نہین ملتا

مستعد قتل پہ ہے میر جو وہ قاتل نہوا
اوسکے نزدیک سر تیغ کے قابل نہوا

مجھکو قسام ازل بخت سکندر دیتا
پر کبھی ہمت عالی سے مین سائل نہوا

کر دیا نالہ نے تیرے جگر کو پانی
نرم کچھ اوس بت بے رحم کا پر دل نہوا

بار احسان فلک پشت میری خم کرتا
خوش ہوا ہون کہ یہان کچھ مجھے حاصل نہوا

نہ ملا چاہِ ذقن کا تیرے مجھکو بوسہ ؎ ہمکو صد حیف ہے سر چہ بابل نہوا
دل جانان مین گرہ آہ نہ رہنے پائی ؎ یاد مجھکو عمل عقد انامل نہوا ؎
ہی بجا ہو وہ اگر ہاتھ وبال گردن ؎ گردن یار مین جو ہاتھ حمائل نہوا ؎
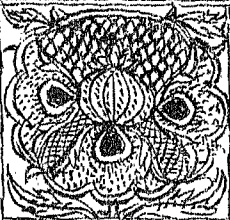
عشق مین عمر بسر ہوگئی میری شائق
پر یہ افسوس ہے تو اسمین بھی کامل نہوا

حق نے جب مخلوق کو پیدا کیا ؎ سب مین تجکو اے صنم یکتا کیا
کیا کہون الفت نے مجسے کیا کیا ؎ دل کو شعلہ آنکھہ کو دریا کیا
کیون خفا ہو کچھہ کہو مین بھی سنون ؎ راز مین نے کونسا افشا کیا
رشک سے خورشید تک تھرا گیا ؎ برقع رخ جب کہ اوسنے وا کیا
زخم کا ٹانکا مرے ٹھیرا نہ آہ ؎ سوزن عیسی نے گو بخیہ کیا ؎
دل تو رکھتا ہی تجھے بین نظر ؎ آنکھہ سے تونے اگر پردہ کیا
شیشہ تیھر کو بھی دیتا ہی کوئی ؎ دل دیا اوسکو بہت بیجا کیا
قید مین بھی اوس مہ بیمہر کو ؎ روزن دیوار سے جھانکا کیا

ناصحا کیا اسمین میرا اختیار ۔ تجکو دانا مجکو دیوانہ کیا

(قطعہ)

رات کے وعدے پہ اے پیمان شکن ۔ راہ تیری صبح تک دیکھا کیا

پتلیان آنکھونکی میری پھر گیئن ۔ پر نہ تونے اس طرف پھیرا کیا

پہلے بگڑا پھر سنائین گالیان ۔ مار کر اوسنے مجھے زندہ کیا

زردئ رخ خشکئ لب آہ سرد ۔ ایسی باتون نے مجھے رسوا کیا

تجکو لیلی اور بنایا مجکو قیس ۔ شمع تجکو مجکو پروانہ کیا

بات بھی سنے او نہ کی کسکا جواب ۔ نامہ بر ہر چند سر ٹپکا کیا

گوشۂ زندان ہوا آنکھونمین دشت ۔ تنگ وحشت نے مجھے ایسا کیا

دیکھنے کو اوس بت ترسائی کے ۔ مین ہی اک نام خدا ترسا کیا

مین وہ عاشق ہون کہ بلبل بعد مرگ ۔ پھول میری قبر پر رکھا کیا

مجھسے ذکر زلف پر اندھیر ہے ۔ شام سے تا سحر اودھا کیا

یاد کر کے چشم کو گلزار مین ۔ دیر تک نرگس کو مین تاکا کیا

مدح کچھ اوسکی بھی لکھنا چاہیے ۔ جسنے تجکو لطف سے گویا کیا

جاگ شائق وقت اب نزدیک ہی
خواب غفلت مین بہت سویا کیا

آدمی کو خاک سے پیدا کیا
دیکھئے ادنی کو کیا اعلی کیا

خیر ہو کیا جانے کسنے کیا کہا
اسقدر آنے مین جو عرصہ کیا

قتل کرکے قتل گہ مین تا بدیر
بسملون کی سیر دیکھا کیا

ڈہونڈتا تہا مین ترا موئے کمر
اسلئے راہ عدم دیکھا کیا

ہم رہے سینہ سپر شمشیر کے
غیر بزدل بار ہا بہاگا کیا

چہوڑ دے عشق بتان بہر خدا
ورنہ آخر پائیگا اپنا کیا

خوب باندہا ہمنے مضمون کمر
قید دام فکر مین عنقا کیا

ذکر مین اوس بت کے یہ بتخانہ تہا
یاد حق نے دلکو پہر کعبہ کیا

قدر عنائے زیبائی ترے
سارے عالم کو تہ و بالا کیا

کردیا لے چین اوسکو دفعتاً
دل نے جب ولسے کبہی نالہ کیا

رات ٹہوکر نے تری ہنگام رقص
فتنۂ محشر غرض برپا کیا

اوٹھہ گیا پردہ زمین سے تا بعرش * دیدۂ دل جبکہ مینے وا کیا

تو جو گذرا باغ مین با این روش * سرو نے جھک کر تجھے سجدہ کیا

جستجو مین تیری اے رشک چمن * خاکِ صحرا عمر بھر چھانا کیا

شام کے نالے نے آہ صبح نے * آخر اوس بیگانہ کو اپنا کیا

زلف کا اوسکے رہا سودا مجھے * سانپ سا سینہ پہ لہرایا کیا

کھنچ سکے صورت نہ مانی سے تری * گو ترا نقشہ بہت کھینچا کیا

مٹ چکا تھا قصۂ فرہاد و قیس * مینے آکر پھر اوسے تازہ کیا

عشق چھپتا ہی چھپانے سے کہین * کھل گیا ہر چند سے اخفا کیا

اوٹھہ گیا پہلو سے جسدم دلربا
شائق خستہ جگر دیکھا کیا

احباب کی بخشش سے وطن مین نرہونگا * ہر چند کہ گل ہون پہ چمن مین نرہونگا

بو زلف معنبر کی تیری جبسے کہ پہونچی * پہ مشک کو سودا ہے ختن مین نرہونگا

ہستی مین ہمین راہ عدم کی نظر آئے * زنہار یہین اب فکر وہین مین نرہونگا

گلگشت چمن مین تری آجائیگی گر یاد
مصروف تماشای چمن مین نہ رہونگا

اوس گل نی مجھی اپنی گلی سی جو لگایا
پہولونگا خوشی سے کہ بدن مین نہ سمونگا

جب سے کہ ہوا جوش جنون شدت وحشت
اب پاؤن یہ کہتا ہی رسن مین نہ رہونگا

او غیرت لیلی مین تجھی چھوڑ کے ہرگز
مجنون کی طرح نجد کی بن مین نہ رہونگا

گردش ہی رہا کرتی ہی اس دور زمانکو
مین دائرہ چرخ کہن مین نہ رہونگا

آیا وہ جلانے پہ اگر رشک مسیحا
مردہ کی طرح پھر مین کفن مین نہ رہونگا

رہجائیگی گر حسرت دیدار دم مرگ
مین قبر سے بھاگونگا کفن مین نہ رہونگا

اس شہر کے اشخاص کی صحبت سے ہی نفرت
مین مجمع زاغان و زغن مین نہ رہونگا

نظارہ ترے عارض تر کا جو کیا ہی
ہر گل کی فغان ہی کہ چمن مین نہ رہونگا

اوس غیرت یوسف نے کنوئے خوب جھنکائے
محبوس مین اب چاہ ذقن مین نہ رہونگا

غربت سے فزون ہوتی ہی قدر اہل ہنر کی
در خواہ گہر ہے کہ عدن مین نہ رہونگا

اس قید سے آزاد مجھے کیجئے صاحب
پابند مین گیسو کی شکن مین نہ رہونگا

اس جینے سے کیا فائدہ ہوگا مجھی شائق

گر یاد شہنشاہ زمن مین نہ ہو نگا

شہرہ ہو نہ کیون سب مین مری خوش قلمی کا
مداح ہون مین خالق افلاک و زمی کا

کچھہ مصلحت حق مین نہین چارہ انسان
واقف ہے وہ اسرار خفی اور جلی کا

جو حکم خدا کا ہی وہی حکم ہی ناطق
دخل اوسمین سر مو نہین زنہار کسی کا

ہوتا ہی وہی جو کہ مشیت ہے خدا کی
ہوا اوسمین تصرف نہ نبی کا نہ ولی کا

ہی ذات پیمبر کی مستغنی الاوصاف
کب وصف کوئی لکھہ سکے شاہ نبی کا

ہر شخص کو امید شفاعت ہے اوسی سے
ہنگامہ محشر مین سہارا وہی اوسیکا

دنیا کے اموات کا غم ہوچ ہی شائق
غم چاہیے انسانکو فقط آل نبی کا

دلکو میرے تیج ادا اک بہا گیا
بانکپن اوسکا مجھے خوش آگیا

جب خیال نیجیان آگیا
سانپ سا سینہ پہ اک لہرا گیا

اوسنے انہی سے جب اولٹا نقاب
ماہ تو کیا مہر تک تہرا گیا

نامہ بر لیکر جواب آیا نہین
شاید اوسکے ہاتھہ سے مارا گیا

میں تو اپنی جان سے گذرا عشق میں
تو بتا اے دل کہ تیرا کیا گیا

رو رکلکل ہوتی تھی اک بوسہ پر
ہو گئے مجھسے خفا جھگڑا گیا

اب تڑپنے سے تری ہوتا ہی کیا
وہ تو پہلو سے دل شیدا گیا

خط سبز رخ دکھانیکو ترے
ڈھونڈنے میں خضر کو دریا گیا

اوسکی گھر میں کرئے در آہ نے
روزن دیوار کا رخنہ گیا

تھا تو گوشہ میں مرے ابرو کمان
میں تو در پہ بارہا چلا گیا

باندھے مینے معنئے باریک زلف
اتنی ہی سی بات پر باندھا گیا

ق

آکے نامہ بر نے مجھسے یہ کہا
جب کہ تیرا خط وہان کھولا گیا

بولا وہ ہے گرچہ مضمون میں لپیٹ
ہان مگر مطلب تو کچھ میں پا گیا

پست ہمت ہون مگر جب آہ کی
نالہ اپنا عرش سے بالا گیا

جب کوئی دانا ہوا مغرور یہان
آسیائے چرخ میں پیسا گیا

ترک کی اوس نے صحبت غیر کی
لو چمن سے غیر کا کھٹکا گیا

اوٹھکے پہلو سے وہ کج ادا
گھر کی جانب تیر سا سیدھا گیا

تو بھی غم کھا شائق خستہ جگر
غم اگرچہ جسم تیرا کھا گیا

زلف پر خم سی ہر اک دلکو علاقہ دیکھا
ہمنی ہر شخص کو اس پیچ مین الجھا دیکھا

تیری ہی نور کا ہر چیز مین جلوہ دیکھا
تیری ہی حسن کا ہر ایک مین چرچا دیکھا

چشم تحقیر سے دیکھا نہ کسیکو ہمنے
ذرہ کو مہر فلک قطرہ کو دریا دیکھا

اختلاف دلِ شوریدہ بیان کیا کیجے
کبھی عاقل اسے ہمنے کبھی شیدا دیکھا

ایک صورت پہ نہین شام و سحر لیل و نہار
خوب اس چرخ مشعبد کا تماشا دیکھا

وصل مین ہجر کا سامان دکھا دیتا ہی
طور اوس شوخ کا یہ سب سے نرالا دیکھا

کری عاشق پہ کرم جور و جفا کے بدلے
ہمنی معشوق جہان مین نہین ایسا دیکھا

زلف جب خط سے ہٹی ہوگیا روشن عالم
اس اندہیرے مین عجب ہمنے اوجالا دیکھا

دلِ سودا زدہ ہی شیفتۂ خال سیاہ
شاید اس نقطہ کو ہی چشم سویدا دیکھا

جاہ و ثروت کی ہوس کا ہی نتیجہ حسرت
اہل دولت نے تاسف کے سوا کیا دیکھا

ہی طلسمات جہان نقش بر آب اے ہمدم
خط موہوم ہر اک چیز کا نقشہ دیکھا

ہی غلط کہتے ہین جو اوسکی دہن کو معدوم
بارہا ہمنے تو گالی سنی گویا دیکھا

خوبی و حسن و ادا ناز و کرشمہ شوخی
اوسکو ہر رنگ مین ہر بات مین یکتا دیکھا

ارغوان پہ گل سوسن نظر آیا ہمکو
جبکہ مسّی کا لب لعل پہ لاکھا دیکھا

کیا ہی سنّاٹا ہی میخانہ مین ساقی کی بغیر
نہ تو ساغر ہی نظر آیا نہ مینا دیکھا

گلشن دہر مین پھولا نہ پھلا نخل مراد
غنچۂ دل نہ کبھی ہمنی چٹکتا دیکھا

یہ در گوش نہین حلقہ مین بالی کی عیان
اپنی مقسوم کا گردش مین ستارا دیکھا

چاہ مین اونکی ہوئی باولی جبسے یاد
پھر نہ یوسف نے کبھی سوی زلیخا دیکھا

اوسکے سر پر بھی کوئی جن سا چڑھیگا فوراً
گر پری نے ترے دیوار کا سایہ دیکھا

افعی زلف سیہ مین یہ بلا کا ہے سم
اسکا کاٹا ہوا ہمنے تو نہ جیتا دیکھا

نہ سمجھ قطرۂ خون ہوگا مژہ پر میرے
شمع روشن ہی یہ اب لب دریا دیکھ

ہوگئی دہر مین حسرت عالم شائق
نہین بس سوجھتے کہ اس رتبہ مین کیا کیا دیکھا

ربط اوس بد سے مجھے خوف و خطر پیدا کیا
کیون محبت تونے دلا یہ درد پیدا کیا

بعد مدت ہمنے شوخ سیمبر پیدا کیا
نخل خواہش نے ہمارے اب ثمر پیدا کیا

دل دیا تھا ہمنے اوسکو اپنے تسکین قلب
نفع کی امید مین بس یہ ضرر پیدا کیا

روئے روشن سے بنایا پردۂ زلف سیاہ
دامن شب پھاڑ کر چاک سحر پیدا کیا

پڑتے ہین پتھر ہزارون سنگ طفلان کی طرح
وہ شجر دیوانہ ہی جسنے ثمر پیدا کیا

اضطراب دل سے چہرہ کا ہوا ہی رنگ زرد
کشتۂ سیماب سے ہمنے یہ زر پیدا کیا

لٹ گیا ہی اپنی آنکھونمین کوئی یوسف جمال
یہ زلیخا کی طرح نور نظر پیدا کیا

ہوئے مژگان پر سمجھو نہ تم آنسو سفید
ہمنے آب اشک مین یہ نیلوفر پیدا کیا

کر دیا معدوم اپنے آپکو اس فکر مین ہا
کس مشقت سے میان موئے کمر پیدا کیا

آہ کی اپنی رسائی چرخ اخضر پر ہوئے
عاقبت اس گنبد بیدر کا در پیدا کیا

اوس ستمگر کی صلا ہین خواہش نہین
ابتو اے دل ہمنے اک شوخ قہر پیدا کیا

عرصۂ محشر بپا ٹھوکر سے اوسکے کیون نہو
خالق اکبر نے ایسا فتنہ گر پیدا کیا

بل بی نخوت کہتا ہی ہوجاؤنگا تیرا غلام
مجھسا کوئی تو دوسرا دلبر اگر پیدا کیا

قتل کی لذت سے ہمنے اپنی قاتل کے لئے
ایک سر جب کٹ گیا پھر اور سر پیدا کیا

لعل لب لعل بدخشان کے مقابل ہو گئے
اور ترے ہر دانت نے آب گہر پیدا کیا

گردش اپنی گردش پرکار سے افزون ہوئی
جستجوے یار مین پاؤن سے سر پیدا کیا

عیب بینی سے چھپالی آنکھ اپنی سربسر
عمر بھر مین یہ فقط ہمنے ہنر پیدا کیا

تیرگی شام حال کی جو کاکل لے گئی
عارض پرنور نے نور سحر پیدا کیا

دل ملا کر اوس بت کافر سے آفت مین پھنسے
ہمنے اپنے ہاتھ سے درد جگر پیدا کیا

التفات ظاہری اوسکے ثابت ہے مجھے
نالۂ شبگیر نے اپنے اثر پیدا کیا

سنکے میرے نالۂ جانسوز کو بولا وہ شوخ
اسنے کوچے مین ہمارے شور و شر پیدا کیا

خشک مغزی کا تقاضا تھا کہ ہون اشعار خشک
طبع کی قوت سے ہر اک شعر تر پیدا کیا

زرد رہتا ہے رخ اپنا عشق مین اے سیمتن
ہمنے یہ بے منت مخلوق زر پیدا کیا

غفلت اپنی دوستو جاتا کہ یہ عمدا نہین
ہمکو خلاق ازل نے بیخبر پیدا کیا

اسعد ملک عدم کی سیر کے مشتاق ہین ہم
یار بھی پیدا کیا تو نے کمر پیدا کیا

ردیف بائے موحدہ

تعشق گلون سے نہ کر عندلیب	بہت اسمین ہوگا ضرر عندلیب

چلے میرے کہنے پہ گر عندلیب	پڑے پھر نہ گل پر نظر عندلیب

تو گریان ہی گلشن مین خندان ہو گل	ترے نالہ ہین بے اثر عندلیب

بتا تو کہ گلشن مین ہی یا نہین	محبت کا کوئی شجر عندلیب

موافق ترے حال کے کیون نہو	مین بیدل ہون لے بے جگر عندلیب

نگہ مین کوئی گل سمایا مگر	جو رہتی ہی تو چشم تر عندلیب

قفس سے نہ نکلے گی تو عمر بھر	بندھے ہین ترے بال و پر عندلیب

سکھا دون تجھے طرز آہ و فغان	ملے مجھکو اب کی اگر عندلیب

خزان سے ہوئے خشک سارے شجر	گئی فصل گل سر بسر عندلیب

پس از مرگ میرے اگر قبر پر	عجب کیا جو ہو نوحہ گر عندلیب

کرے میرے نالون سی وہ ہمسری	کہان سے یہ لائے جگر عندلیب

جو ہم دونو کو عشق اوس گل سے ہی	ادھر مین ہون گریان ادھر عندلیب

لگایا ہی گلشن مین گلچین نے جال	تجھے کیا نہین ہی خبر عندلیب

نکر نالہ اسد رحم بہر خدا
کہ پھٹتا ہے اپنا جگر عندلیب

یہ گلشن مین جا کر مچاتی ہی غل
نکر ہو گئی ہے نڈر عندلیب

تو کرتی ہی نالہ نکر پیش گل
نہین مطلقا معتبر عندلیب

نکر آہ و نالہ تو عشاق کی طرح
اگر ہو سکے ضبط کر عندلیب

ردیف بای فارسی

میرے پہلو مین نہین آتے ہین آپ
کیون مجھے فرقت سے تڑپاتے ہین آپ

ساتھ غیرونکے جو یہان آتے ہین آپ
آفت تازہ نکر لاتے ہین آپ

بوسۂ لب مانگ کر اوس شوخ سے
حضرت دل مونھہ کی کھا جاتے ہین آپ

آپ تو دیتے ہین لاکھون گالیان
جب مین کہتا ہون تو کھسیاتے ہین آپ

جان آ جاتی ہی جسم زار مین
میرے گھر مین جب کبھی آتے ہین آپ

غیر سے ہون روز وعدے وصل کے
جھوٹے فقرے ہمکو بتلاتے ہین آپ

حال دل کہتا ہون جب اوس شوخ سے
ہنسکے کہتا ہی یہ کیا گاتے ہین آپ

حضرت دل کوئے جانان کی طرف
مجکو تنہا چھوڑ کر جاتے ہین آپ

پا گئے ہین ہم تو مطلب آپ کا *
کسلئے باتون مین بہلاتے ہین آپ

کیا ٹھکانا آپ کے اقرار کا
وعدہ کرکے پہر مکر جاتے ہین آپ

ڈیڑھ سو سے کم نہ لونگا مین کبھی *
ایک ہی بوسہ مین گھبراتے ہین آپ

کھینچتا ہی جذب دل جسدم انھین
میرے گھر مین وہ چلے آتے ہین آپ

آپنے دیکھے نہین رنگین ادا
اسلئے نازان ہین اتراتے ہین آپ

میری ہو سمجھو تو اے جان جان
غیر کو کیون گھر مین بلواتے ہین آپ

جی الجھہ جاتا ہی میرا پیچ مین *
جسقدر کاکل کو سلجھاتے ہین آپ

کرکے ہر دم یہ اشارہ آنکھ کا
غیر سے اب مجکو لڑواتے ہین آپ

جانتے ہین آپ کی ہم خصلتین
کیون بھلا مونہہ میرا کھلواتے ہین آپ

عشق سے ہرگز نہ باز آئینگے ہم *
حضرت ناصح یہ کیا گاتے ہین آپ

تلخ ہونا سامنے اغیار کے *
کہئے اسمین کیا مزہ پاتے ہین آپ

آ چکے ہین آپ جب محرم مجھے
پھر عبث اب مجھسے شرماتے ہین آپ

چھوڑ دے شائق محبت تو مری
بات یہ کیا مجھسے فرماتے ہین آپ

ردیف تاے فوقانی

سامنے ہے دیدۂ دلکے ہمارے روے دوست
اسلئے کرتے نہین ظاہر ہین جستجوے دوست

خوش نہین آتی ہمین گلگشت گلستان جہان *
یہ سبب ہے ہم جو ہین دائم مقیم کوے دوست

کیون نہو جائے معطر اہل عالم کا دماغ *
مشک و عنبر سے فزونتر ہے نہایت بوے دوست

دیکھتا ہے جب مجھے دیتا ہے لاکھون گالیان
کیا بری معلوم ہوتی ہے یہ مجکو خوے دوست

خوش نہ آئی صورت حور و پری اسکو کبھی
دیکھ لے اک مرتبہ بھی جو رخ نیکوے دوست

یہ تمنا ہے فقط اسکی سوا خواہش نہین *
زیر سر ہو وقت مرنے کے مرا زانوے دوست

اک اشارہ مین ہزارون شیفتہ ہوتے ہین قتل
ہے یہ تیغ اصفہانی یا کہ ہے ابروے دوست

کچھ تو میرا حال کہنا تا کہ ہووے مہربان
اے دل شوریدہ جاتا ہے جو تو سوے دوست

خوشنما ہے مثل عبرا کلام پاک حق
کیون نہ بھاوے دلکو شائق کے خط بجوے دوست

ردیف ثاء مثلثہ

مجھسے رنجیدہ ہے وہ ماہ لقا کیا باعث
جھڑکیان دیتا ہے مجھے جرم و خطا کیا باعث

کام مینے نہ کیا کوئی خلاف مرضی
بیٹھے بٹھلائے ہوا مجھسے خفا کیا باعث

عمر گذری نہ کیا تونے تکلف ایجان
آج کرتا ہی جو تو مجھسے حیا کیا باعث

وہ تو کہتا ہی کہین گھر سے نہین مین جاتا
پھر جو شب گھر مین وہ مینے نملا کیا باعث

دلسے ابتک تو مرے جوش جنون کم نہوا
پاؤن سے ہو گئی زنجیر جدا کیا باعث

سخت گوئی کی تو عادت نہین تیری ہرگز
نامہ بر تجھسے وہ ناراض ہوا کیا باعث

پیرہن چاک کرون تہا یہ تقاضا ے جنون
تا گریبان نہ بڑھا ہاتھ مرا کیا باعث

دلدہی کی مجھی امید تھی تجھسی ای شوخ
تونے آزردہ مرے دلکو کیا کیا باعث

راہ تکتا ہون بہت سے اور مضطر ہون
بوئے گل لائی نہ ابتک جو صبا کیا باعث

مینے اقرار تو پورا کیا ہر صورت سے
تونے وعدہ نہ کیا اپنا وفا کیا باعث

جان اور دلسے فدا تم پہ ہی شائق اسپر
اسقدر کرتے ہو تم جور و جفا کیا باعث

ردیف جیم تازی

ہمکو ہی بس توجہ جانان کی احتیاج
عشاق کو نہین سر و سامان کی احتیاج

مخلوق سے نہین ہی امید کشود کار
ہوتی روا خدا سے ہی انسان کی احتیاج

ہی درد عشق دلکو ہمارے بہت پسند
حاجت طبیب کی ہی نہ درمانکی احتیاج

زنجیر دست شوخ نے باندھے جو میرے ہاتھ
اب ہوگی کسلئے اوسے دربانکی احتیاج

سینہ کو اپنے داغون سے گلشن بنا لیا
ہمکو نہین ہی اب گل خندانکی احتیاج

عاشق ہوے ہین ہم کسی حسن ملیح کے
زخمونکو اپنی کب ہے نمکدان کی احتیاج

اہل جنون کو چاہئے شاہانہ کب لباس
رہتی فقط ہی جامۂ عریان کی احتیاج

ہوتے ہین کب تارے شب ماہتاب مین
اوس مہ جبین کو کیونکہ ہو افشانکی احتیاج

صحرا سے اول ہمارا نہایت وسیع ہے
وحشت مین ہمکو کب ہے بیابانکی احتیاج

عاشق ہین تیغ ابرو کی دلپہ لگے ہین زخم
کیونکر ہو ہمکو زخم نمایان کی احتیاج

یون ہی رہے ہمیشہ جو مجھپہ ہی وشان
ہوگی ہمین بھی تخت سلیمانکی احتیاج

رکھتی نہین ہی لطف خدا کے کرم سے
دانا کی احتیاج نہ نادانکی احتیاج

کافی ہی اونکو دامن صحراے لق و دق
اہل جنون کو کچھ نہین دامانکی احتیاج

آنے نہ پاے غیر درانداز اسلئے
صاحب تمھین ضرور ہے دربانکی احتیاج

شائق عزیز مصحف رخسار کیون نہو
ہر اہل دین کو ہوتی ہی قرآنکی احتیاج

ردیف حاے حطی

گردش ہی مجکو گنبد دوّار کی طرح
چکر ہی میرے پاؤنکو پرکار کیطرح

حاجت نہین کہ وہ گل رعنا ہو ادھر چمن
سینہ ہی میرا داغونسے گلزار کیطرح

وہ ناتوان زار ہین اوس گلکے عشق مین
چبھتا ہون چشم غیر مین خار کیطرح

در سے ترے نہ اوٹھین گے ہرچند تو اوٹھاے
افتادہ ہم ہین سایۂ دیوار کیطرح

سنبل ہزار بل کری کہا کہا کے پیچ و تاب
ہوگی کبھی نہ گیسوئے خمدار کی طرح

زندان مین زلف یار کا جب آگیا خیال
زنجیر پا بھی ڈسنے لگی مار کی طرح

عنبر فشان جو گیسوے مشکین یونہی رہی
ہو جائیگا یہ شہر بھی تاتار کیطرح

یہ وجہ ہے جو ہوتا ہی کامل ہلال چرخ
ہی ابتدا مین ابروے خمدار کیطرح

ملتا نہین ہی مجکو کہین یار کا پتا
ہر چند گھومتا ہون مین پرکار کیطرح

اوس فتنہ گر کی چال کا انداز ہی عجیب
کبک دری نہ پائیگا رفتار کی طرح

ہم سیر باغکو جو گئے گلبدن کے ساتھ
باہین گلے مین ڈالے ہوئے ہار کی طرح

چشم حسد سے ہر شجر و برگ و گل ثمر
تکتا تھا ہمکو نرگس بیمار کی طرح

دیکھے جہانمین خوشقد و خوش سیر بہت ولی
آیا نظر نہ ایک بھی سرکار کی طرح

پہلو مین میرے سو رہے آکر وہ گلبدن
جاگے جو بخت دیدۂ بیدار کی طرح

ہرگز نہین ہی وعدہ کا اوسکے کچھ اعتبار
اقرار اوسکا ہوتا ہی انکار کی طرح

سیفی کا اپنے شعر مین کیونکر اثر نہو
فکر رسا ہی باڑھ پہ تلوار کیطرح

مژگان مین تو تیر سے اے ترک کم نہین
ابرو کا تیرے کاٹ ہے تلوار کیطرح

لکھے جو وصف ابروے جانانہ مین شعر تر
جوہر کھلین قلم کے بھی تلوار کیطرح

شائق مین چھوڑون اوسکی محبت نہین محال
خوش آگئی ہی دلکو مرے یار کیطرح

ردیف خاے معجمہ

نہین دیکھا ہی ایسا دلربا شوخ
نہایت تند خو بے انتہا شوخ

جوانی مین تجھے کیا ہو گیا شوخ
مگر طفلی مین تو ایسا نتھا شوخ

یہ اوسکے نام ہین عالم مین مشہور
ستمگر سفلہ پرور بیوفا شوخ

گلی مین دیکھکر اپنی وہ مجھکو
یکایک حشر کرتا ہی بپا شوخ

نہین اصلاح ہو سکتی کچھ اسکی
بگڑ جاتا ہی بے جرم و خطا شوخ

مروت کا نہین ہے نام اوسمین
نہ کیون اوسکو کہون ناآشنا شوخ

مین اوسکے ہاتھ سے ہون تنگ ازبس
کیا کرتا ہی خشم ناروا شوخ

گذر شاید ہو کوچہ مین اوسکے
نظر آتی ہی تو بھی ای صبا شوخ

ترے سیمین بدن کے سب ہین مشتاق
ذرا اب کھول دے بند قبا شوخ

قدمبوسی جو کی اوس شوخ کی بس
ہوا ہی اسلئے رنگ حنا شوخ

وہ کیا جانے وفا کہتے ہین کسکو
ہمیشہ مجھپہ کرتا ہی جفا شوخ

منانے کی بتا تدبیر کوئی
ہوا ہی مجھسے اے شائق خفا شوخ

ردیف دال مہملہ

ہزارون شخص وہان ہونگے نیم جان قاصد
یہی ہی کوچۂ جانان کا بس نشان قاصد

بہت مزاج مین ہے اوسکے شک تو ہم سے
کریگا اسلئے تیرا وہ امتحان قاصد

یہ نامہ جلد پہونچ جائیو اسلئے بخدا
گیا ہین ڈھونڈنے تجکو کہان کہان قاصد

وہ تند خو ہی سمجھکر تو اوس سے کرنا بات
کھلے جو سامنے اوسکے تری زبان قاصد

نہین دریغ سگ یار سے مجھے ہرگز
کرے پسند جو یہ مشت استخوان قاصد

یہ پوچھنا کہ حسینون مین کون اعلی ہے
اسی پتہ سے ملیگا تجھے مکان قاصد

پتا وہانکا مفصل تو پوچھنا اوس سے
جو راہ مین کوئی ملجائے کاروان قاصد

ہوا ہی تجھسے اور اوس سے کلام کچھ بےڈھب
ہی تیرے چہرے سے شرمندگی عیان قاصد

فقط ہمین پہ نہین ظلم چرخ سفلہ نواز
ہر ایک شخص پہ ہے جور آسمان قاصد

ترے فراق مین ہی حال زار شائق کا
یہ اوس سے کہنا ذرا میرے مہربان قاصد

ردیف ذال معجمہ

طلب جو کرتے ہو مجھسے حساب کا کاغذ — نہیں ہے پاس مرے کچھ جناب کا کاغذ

نہ پوچھیے مجھسے تو بس ہے بتاتے عالم — کہ ہے یہ دفتر دنیا حباب کا کاغذ

جو غور کیجئے ہے یہ اعادۂ معدوم — تلاش پیری میں کرنا شباب کا کاغذ

لکھوں میں وصف ترے چہرۂ منور کا — ملیگا ایسا کہاں آب و تاب کا کاغذ

شب برات میں بالاتفاق کہتے ہیں — درست ہوتا ہے ہر شیخ و شاب کا کاغذ

ہم اپنے دیدۂ گریاں کا حال خوب لکھیں — جو ہاتھ آئے ہمارے سحاب کا کاغذ

نہ چاک کیجئے نامہ مرا برائے خدا — یہ بید لونکی ہے غم کے کتاب کا کاغذ

گناہ جتنے ہیں میرے معاف ہوں یارب — ملے بروز قیامت ثواب کا کاغذ

لگاؤں آنکھوں سے کیونکر نہ اسکو اے شائق
کہ ہے یہ حضرت فی الاخطاب کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

گل ہے شرمندہ ترے رخ کی نزاکت دیکھکر — اک جہان محو تماشا ہے یہ صورت دیکھکر

آہوان دشت رم کرتے ہیں میرے پاس سے — ہے بیابان تنگ میرے دل کی وحشت دیکھکر

برق بھی آنکھونمین اپنی ایک دود آہ ہی
ہی غشی مجکو ترے مونہہ کی تب و تاب دیکھکر

محو ہو جاتے ہین سب سنکر تری تقریر کو
بات کر سکتے نہین تیری طلاقت دیکھکر

انتہا تیری خشونت کی نہین معلوم تھی
ابتدا اگر پھنس گئے تیری محبت دیکھکر

یا یہ عالم تھا تن عریان سے سو رہتے تھے ساتھ
مونہہ چھپا لیتا ہی اب وہ بیمروت دیکھکر

کوہکن کا حال کیا کہیے کہ وہ بیحس تھا
تھا گریبان چاک مجنون بیسر حالت دیکھکر

یاد رکھ لا تمش مرحا کی بھی تو مضمون کو
پاؤن رکھا کر ذرا او اہل نخوت دیکھکر

مرتبہ تیرا خدا نے عرش سے بالا کیا
ہی ثریا کو حسد تیری یہ ثروت دیکھکر

صحبت ایام گذشتہ کی مجھے آتی ہی یاد
ہمنشین ارباب عالم کی یہ صحبت دیکھکر

چشم دلسے عاصیون کی بھی اطاعت دیکھلو
زاہدو بھولو نہ تم یہ اپنی طاعت دیکھکر

کنج عزلت مینے عالم مین کیا ہی اختیار
اہل دنیا کی شناعت اور عداوت دیکھکر

لطف تنہائی مین وہ مینے اٹھایا ہی کہ اب
جی اوجھتا ہی مرا مردم کی کثرت دیکھکر

عسرت و سیرت کا عالم اپنے آگے ایک ہی
رشک ہم کرتے نہین اورونکی حشمت دیکھکر

ہی مآل زندگی اک روز تلخی نزع کی
سیر دنیا سے ہوئے ہم رنج و راحت دیکھکر

کیون ہو نہین شکر سے رطب اللسان شایق مدام
حال پر اپنے خدا کی یہ عنایت دیکھکر

ردیف زاے معجمہ

ہوتا ہی مری آہ مین اب اتنا اثر روز
آتا ہی مرے گھر پہ جو وہ رشک قمر روز

ملتی ہی مجھے آپکے جانیکی خبر روز
جاتے ہو جو بن ٹھنکے تم اغیار کے گھر روز

رہتا ہے ترا آٹھ پہر دل مین تصور
اور رہتی ہی تصویر تیری پیش نظر روز

آتا ہی مجھے یاد جو بوٹا سا ترا قد
گلشن مین رلاتا ہی صنوبر کا شجر روز

کس عاشق جانباز کو تو قتل کریگا
تلوار جو رہتی ہی ترے زیب کمر روز

خواہش نہین ہمکو مئی گلرنگ کی ساقی
پیتے ہین غم ہجر مین ہم خون جگر روز

مکتب مین جو وہ طفل سبق پڑھتا ہی جاکر
ہوتا ہی جہان دیکھکے بس زیر و زبر روز

عالم کو گمان نوح کے طوفان کا ہوگا
رویا نکر اس طرح سے اے دیدۂ تر روز

لائی نہ کبھی بوے گل اندام صبا تو
ہوتا ہی ترا کوچۂ دلبر مین گذر روز

کیا نفع ہوا تجھکو تپ عشق مین بیدل
اس سوچ مین ہوتا ہی رہا تجھکو ضرر روز

ٹھیرا نہ تری تیغ کی آگی کوئی اے شوخ
اک ہم ہین کہ رہتے ہین یہان سینہ سپر روز

اوڑ جانیکا صیاد کو میری جو گمان ہے
آ کر کے قفس مین وہ کتر جاتا ہی پر روز

ہاتھون سے اب اس دلکی بہت آیا ہون مین تنگ
اوس کوچہ مین جا جا کے اوٹھاتا ہی یہ شر روز

راتون کو اندھیرے مین سنوارے ہوئے زلفین
بتلاؤ تو اس راہ سے جاتے ہو کدھر روز
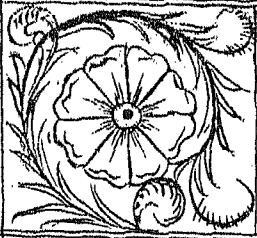
کٹتی نہین اپنی یہ شب ہجر غضب ہے
ہوتی ہی مگر خلق خدا مین تو سحر روز

کیا رنج و مصیبت ہے کہو ہمسے تو شائق
روتے ہو جو بیٹھے ہوئے گھر گوشہ مین ہر روز

عالم سے جدا ہی تری آواز کا انداز
بہاتا ہی ہر اک دلکو ترے ناز کا انداز

اى مطرب بے مثل نہین اسمین تصنع
ہی سب سے نرالا یہ ترے ساز کا انداز
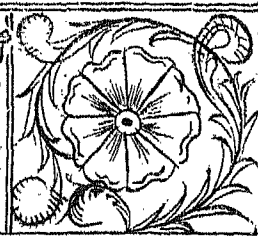
مرجا ہی کوئی غمسے مگر بات نہ پوچھے
کیا کیجے بیان اوس بت طناز کا انداز

بے ساختہ گردنکو تہ تیغ جھکانا
ہی قابل تحسین ترے جانباز کا انداز

جو بات کہ مخفی ہو اوسے لب پہ نہ لانا
لازم ہی اسی طور سے ہمراز کا انداز

مداح ہون بے شبہ دل و جانسے وہ تیرے
عیسی بھی اگر دیکھین اس اعجاز کا انداز

مفسد کبھی مقبول نہین ہوتی ہین خلائق
مردود نہ کس طرح ہو غماز کا انداز

ردیف سین مہملہ

مجھسے ملتا نہین دل کھو لکی دلبر افسوس
ہے اسی بات کا یارو ہمین اکثر افسوس

شکوہ بیمہری گلرو کا کرین ہم کس سے
نہ رہا پاس ہمارے کبھی شب بہر افسوس

مونہہ چھپا لیتا ہے وہ دیکھ کے مجکو در پر
اس ستمگر کا ہمین ہے نہو کیونکر افسوس

غیر نظارہ کرین اٹھکے سراپا اوسکا
ہمسے پوشیدہ ہو وہ روئے منور افسوس

لگی کشش شوق سے ہم خواہش دیدار مین وہان
آئے محروم در یار سے پھر کر افسوس

ایسا مغرور ہے کشتونکی طرف سے ہو ابھی
اوسنے دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر افسوس

نامہ بر مفت مین ضائع ہوئی مجنب بالکل
تجکو اوس آفت جان کا نملا گھر افسوس

اوسکے ہم شہر مین اوس شوخ پہ کی جاتے
ہمکو جنون کی طرح سے نملی پر افسوس

سر یہان دوش پہ ہے بار گران او قاتل
تیر کھینچا ہی نہین میان سے خنجر افسوس

نامہ لیکر وہ گیا قاتل بیرحم کے پاس
یہ ہوا جا کے وہان قتل کبوتر افسوس

کیا خطا اسمین جو دی مشک ختن سے تشبیہ
بل کی لیتی ہے تری زلف معنبر افسوس

پیئیں شوق سے یان آکے مگر او ساقی
ہمکو دیتا نہیں تو ایک بھی ساغر افسوس

آگئی پیری بھی صد حیف یہ قسمت کا لکھا
جھریان مونہہ پہ پڑین صورت مسطر افسوس

عمر سب فرقت جانان مین گذاری ہمنے
نہوا وصل کبھی اوسکا میسر افسوس

اے فلک ہے یہی انصاف کہ شائق کی طرح
رہین بے قدر زمانے مین ہنرور افسوس

ردیف شین معجمہ

دیر فانی مین عبث ہے جو کری زر کی تلاش
لیگئے ساتھہ وہ کیا جنکو تھی گوہر کی تلاش
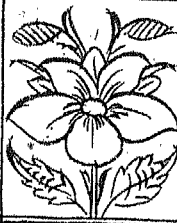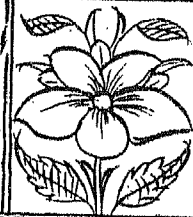
ایکدن تختۂ تابوت جو ہوگا بستر
تخت کی مجکو نہ خواہش ہے نہ افسر کی تلاش

خشک ہو جائینگے جب باد خزان سے سب پھول
پھر کیون بلبل نادان کو گل تر کی تلاش

شمع وگر کوئی بلجای مجھے قسمت سے
پھر عبث ہے جو کرون ماہ منور کی تلاش

عمر بھر خون جگر پینے سے دل سیر ہوا
غم غلط کرنے کو اب ہے مئ احمر کی تلاش

مجھسے دلسوختہ کو تیغ نگہ کافی ہے
مفت کرتے ہو مرے واسطے خنجر کی تلاش

سارے عالم سے کیا ترک تعلق ہمنے
اب نہ ہم وصل کے طالب ہین نہ دلبر کی تلاش

مینے پوچھا کہ کہان رہتی ہو تو یون بولے
تجھکو کیا کام جو کرتا ہے مرے گھر کی تلاش

اپنی ہم جنس کو رکھتا ہے ہر اک شخص عزیز
کرتی ہین اہل سخن دل سے سخن فہم کی تلاش

فضل ایزد سے ہوا کنج قناعت حاصل
ہمکو ہرگز نہین شائق زر و گوہر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

جو بادہ کش ہین بہت ہے او نہین شراب کے حرص
گناہگارونکو ہو جسطرح ثواب کی حرص

عیان ہین چہرہ سے آثار سب بڑہاپے کے
یہ لوگ کرتے ہین پہر مین کیون خضاب کے حرص

گزر کے ساٹھ سے پینسٹھ مین میکشی کی عادت ہے
تو پہر بجا ہے او نہین بادہ و کباب کے حرص

جب آئے پیری تو کر ترک سب ہوا و ہوس
کسی طرح سے مٹا نہین سب شباب کے حرص

شب فراق مین آتی نہین ہے جنکو نیند
تو کیا عجب ہے جو ہو دلمین انکے خواب کے حرص

بلا ہے حق مین بشر کے یہ نفس امارہ
خدا ہی کھوئے بس اس خانمان خراب کے حرص

ہمیشہ پیش نظر ہے اساتذہ کا کلام

اسی سبب سے ہی شایق کو انتخاب حرص

جسن بشر کو ہی خداوند جہان سے اخلاص
اوسکو دنیا مین ہی ہر خرد و کلان سے اخلاص

بعد مرنے کے کوئی بد نکہی یاد کرین ہے
چاہیے پس یت مین ہر پیر و جوان سے اخلاص

اونکی تحریر بھی یہ عجیب ہے تقریر بھی خوش
اس سبب سے ہی مجھے اہل زبان سے اخلاص

جو کہ ہین اہل ریا صاف نہین دل اونکا
وہ تو محجوب ہین پہر لائین کہان سے اخلاص

جبکہ یہ حال ہو دل اور زبان اونکی اور
پہر ہی بیفائدہ خوبان زمان سے اخلاص

دور کر دیتا ہی سب دل کی کدورت مے سے
کیون نرکھون مین بہلا پیر مغان سے اخلاص

خاک پا اونکا ہون کیونکہ مین شایق قلب
دل سے رکھتے ہین جو مجھ ہیچمدان سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

نے وصل سے نہ الفت سرشار سے غرض
ایجان ہمکو ہی تیرے دیدار سے غرض

جسدم ہم سے قطع نظر جبکہ کر چکے ہو
پہر ہمکو ہے غرض نہ زمانہ سے غرض

جو دلمین ہے اے ساقی مشفق کی وہ پلا
ہمکو نہین ہی اندک و بسیار سے غرض

کی ترک ہمنے الفت خوبان بیوفا
اب یار سے غرض ہی نہ اغیار سے غرض

زاہد تو جا زیارت بیت الحرام کو
ہمکو فقط ہی خانۂ خمار سے غرض

حاجت نہ چتر کی ہی نہ ظل ہما کی اب
ہے ہمکو اوسکے سایۂ دیوار سے غرض

اوسکی رضا پہ چھوڑ دیا ہمنے اپنا کام
اقرار سے غرض ہے نہ انکار سے غرض

کافی ہی سیر کے لیے تن اپنا داغدار
خواہش نہ کچھ چمن کی نہ گلزار سے غرض

مینے جو اپنا حال کہا اوس سے بول اوٹھا
فرمائیے تو کیا ہی اس اظہار سے غرض

شائق طلب ہے گنج قناعت کی بس مجھے
نے سیم و زر نہ درہم و دینار سے غرض

ردیف طای مطبقہ

پیدا کیا ہی تمنے جو ظلم و جفا سے ربط
حاصل کیا ہی ہمنے بھی صبر و رضا سے ربط

غیروں سے ارتباط ہی اوس بت کو رات دن
لازم نہیں ہے اوس بت ناآشنا سے ربط

ہے خیر و شر سرشت مین انساں کی لازمی
کیونکر نہووے اسکو صواب و خطا سے ربط

یہ اور ہی مرض ہے علاج اسکا اور ہے
عاشق کے درد کو نہیں ہوتا دوا سے ربط

مربوط مجھسے آہ و فغان یون ہی ہجر مین
کہتی ہی جس طرحسے خبر مبتداسے ربط

اوٹھتا ہی خوب صحبت ہمجنس سے مزہ
رکھتے ہین ربط ہمسے گدا ہم گداسے ربط

لاتی ہی بو کاکل مشکین بھر وشش
ہم اس سببسے کہتی ہین بادصباسے ربط

شایق مآل کار بھی مد نظر رہے
اب ہو گیا ہی تمکو جو اوس بیوفا سے ربط

رخ پہ تیرے خوشنما ہی کسقدر اے یار خط
غور سے دیکھا تو ہی رشک خط گلزار خط

پڑھنی کی نوبت نہ آئی گی کبھی یہ یاد رکھ
سامنے غیرونکے تو دینا نہ یہ زنہار خط

دفع ہون سب عارضے ہو جائے دم مین تندرست
باندھ لے گردن مین اپنے گر ترا بیمار خط

حال سے آگاہ اپنے مجکو اکثر بھیجئے
آپ کو لکھنا نہین ہی کچھ فقط دشوار خط

جس جگہہ مجمع ہو وہان پر ذکر نامہ کا نہ آئے
کھولنا لازم نہین ہی بر سر بازار خط

راز کی باتین لکھی جاتی ہین اکثر سوچ لے
چاہیئے آہستہ پڑھنا ہی مگر غمخوار خط

شکر اسکا عمر بھر شایق نہو مجھسے ادا
بھیجے از راہ کرم گر وہ مجھے اکبار خط

ردیف ظای معجمہ

کیون نہ عشاق کو ہو تیری ملاقات سے حظ
جا بجان ملتا ہی اونسکہ ہر اک بات سے حظ

ہم تو ہین رند خوش آتا ہی ہمین کثرت آب
ناصحا کیا ہو ہمین تیری خرافات سے حظ

زاہد خشک کی صحبت سے اوٹھے کیونکر لطف
ہی کسیکو بھی بھلا اور جمادات سے حظ

جسنے دل تجکو دیا سچ ہی دیکھا ہمنے
پہ کبھی حاصل نہوا ہمکو تری ذات سے حظ

دلمین کرتا ہی اثر ذکر خدائے برحق
اہل ایمانکو نہو کیونکہ عبادات سے حظ

فیض زاہد نہین پیر مغان سے افزون
جنکو ملتا ہے ملے اونکی کرامات سے حظ

زاہدا صومعہ بس تجکو مبارک ہوئے
دل شائق کو ہمیشہ ہی خرابات سے حظ

ردیف عین مہملہ

انجمن مین کس اداؤ ناز سے آتی ہی شمع
حسن اپنا خوب پروانہ کو دکھلاتی ہی شمع

رات کو جب بیٹھتا ہی آکی وہ خورشید رو
اوسکے آگے پانی پانی ہوکی جلجاتی ہی شمع

ایک پل بھی سامنے اوسکے نہین لیتا قرار
حال پر پروانہ کی ہر طرح جھنجھلاتی ہی شمع

کسلئے اوس ماہوش کے روبرو روشن کیا
بس اسی غیرت سے اپنی دلمین شرماتی ہے شمع

روشنی روے گلرخ سے جو سکل آفتاب
لب فروغ اوس خلکی آگ دیکھہ بوباتی ہے شمع

سر بسر جلجاے لیکن نہ ہٹ جائے قدم
دیکھلو نکو طرز جلجانیکا سکھلاتی ہے شمع

تیرا حسن عارضی ہے ایکشب کے واسطے
حسن کے مہر غیرت خورشید کا ذاتی ہے شمع

بیخطا سر کاٹکر اوسکا جلا دیتے ہین وہ
رات بہر سوز جگر سے اسکا غم کہاتی ہے شمع

ہے مقام افسوس کا شایق سمجھ بیفایدہ
کیون ازل سے رات بہر زندگی لاتی ہے شمع

رخ سے پھر یاد دلواتی ہے شمع
آگ میرے دلکی بہڑکاتی ہے شمع

سکتہ ہوجاتا ہے تیرے سامنے
صورت تصویر بن جاتی ہے شمع

ایسن کیا سر ہے جو وہ گلگیر سے
اپنا سر ہر رات کٹواتی ہے شمع

رنگ و روغن جو کہ ہے زنجیر سے
لاکہہ سر پٹکے کہان پاتی ہے شمع

چشم نم اور دست ہاے بند
کیا ادب سے بزم مین آتی ہے شمع

دیکھتے ہی جب فروغ روے یار
شوق سے پروانہ بنجاتی ہے شمع

جلگیا پروانہ پہ پروانے * حسن اک ذرہ پہ اتراتی ہی شمع
سر اوٹھاتی ہی تری محفل مین یہ * اسقدر گستاخ ہو جاتی ہی شمع
دیکھکر اوس شعلہ رو کو بزم مین * آتش حسرت سے جلجاتی ہی شمع

خون پروانہ کے بدلے مین ذرا *
دیکھہ شائق کیا سزا پاتی ہی شمع

ردیف غین معجمہ

ہی تری حسن و لاوینسے جہان کو فروغ * کہ جیسے مہر کے باعث ہی آسمانکو فروغ
نزاکت اور لطافت جو تجھمین ہے اے گل * ہو کس طرح سے ترے آگی گلستانکو فروغ
نہ سمجھون کیونکہ تجھے اپنی حق مین آب حیات * ترے طفیل سے ہے میری جسم و جان کو فروغ
ہماری آنکھون سے جاری یہ اشک ہین پیہم * ہو انکے سامنے کیا قلزم روان کو فروغ
ہمارا قصہ سناکر تو خوب آئی نیند * کہ اسکے آگی نہین اور داستان کو فروغ
کرین نہ کیونکہ تمنا شریک ہونے کی * ترے وجود سے ہی بزم دوستانکو فروغ
ہمارا حال بیان ہو جو بزم ماتم مین * تو فرط گریہ سے ہو پھر نہ نوحہ خوان کو فروغ

خدا کے فضل سے وہ فکر ہی رسا میری
کہ ہر جگہہ ہی مری طبع نکتہ دانکو فروغ

مشابہت ہے اونہین ابرو و مژہ سے تری
اسی سبب سے تو ہی تیغ اور سنانکو فروغ

ہزار شکر ہے شائق ہم اونکی امت مین
کہ جنکی ذات سے ہی روضۂ جنان کو فروغ

ردیف فای

سامنے عشاق کے کیونکر نہو توقیر زلف
سر چڑھائی یار نے اپنی خوشا تقدیر زلف

ہے مجھے زلف چلیپا کی تصور مین جنون
چاہئے پاؤنکو میرے حلقۂ زنجیر زلف

اسپہ حجت کیا کرے کوئی سماعی بات ہے
اعتباری امر ہے تانیث و تذکیر زلف

خط کے آتی ہی ہوا بازار حسن یار سرد
ہنستے ہی تقدیر خط یار پر تقدیر زلف

زینت زلف معنبر کے لئے شانہ بنا
شمع عارض کے لئے پیدا ہوا گلگیر زلف

ہی پکڑنا سانپ کا ممکن فسون و سحر سے
پر بہت دشوار ہے اے ہمنشین تسخیر زلف

زلف کا نقشہ کبھی ممکن نہین دن مین کھچے
ہان شب دیجور مین شاید کھچے تصویر زلف

دن جو روشن ہی اثر ہے چہرۂ پرنور کا
رات جو تاریک ہوتی ہے یہ ہے تاثیر زلف

محو کرنا دلکو عاشق کے ہے یہ عارض کا کام — پیچ میں نے آپھسا لینا یہ ہے تدبیر زلف

کیا بلا ہی دام تیری کاکل خمدار کا — ہو گئے چین و بشر چور و ملک تسخیر زلف

آ گیا آخر قلم میں بال بس خاموش ہو

ختم ہونے کی نہیں شائق کبھی تقریر زلف

ردیف قاف

الٰہی دیکھوں نہ آنکھوں سے اپنی روئے فراق — سنوں نہ کانوں سے اپنی میں گفتگوئے فراق

ابھی سے دل ہی دھڑکتا خدا ہی خیر کرے — کہ مجکو وصل سی آنی لگی ہے بوئے فراق

یہی ہے ورد زبان صبح و شام فرقت میں — کہ تیغ وصل سے یارب کٹی گلوئے فراق

بتان ہند کی صحبت سے بسکہ نفرت ہے — کہ انکی وصل میں کرتا ہوں آرزوئے فراق

ہمیشہ کوچۂ وصلت کی سیر کی ہمنے — گذر کبھی نہیں میرا ہوا بکوئے فراق

ہے مجکو ایکسا اب وصل و ہجر کا عالم — نہ اتصال کی خو ہے مجھے نہ خوئے فراق

ہمیشہ شغل مجھے شعر کا رہا شائق

نہ ذکر وصل خوش آیا نہ گفتگوئے فراق

ردیف کاف

کیونکر کرے نہ لب کو ہمارے شراب خشک
گرتا ہے سب کے دامن تر آفتاب خشک

وہ تشنہ لب ہوں ذبح جو قاتل کرے مجکو
ہو جائے میرے حلق سے خنجر کا آب خشک

مجھسے اگر خفا ہو تو کچھ گالیاں بھی دو
بھاتا نہیں ہے مجکو یہ ایسا عتاب خشک

پھر کر کے مرغ دل بریاں کے لے کباب
ساقی کہیں ملیں گے نہ ایسے کباب خشک

اوڑتی ہیں موںھ پہ تیرے جو قاصد ہوائیاں
شاید کہ اوسنے تجکو دیا ہے جواب خشک

دریا دلی سے تیری نہایت بعید ہے
ساقی دکھانا پیاس میں جام شراب خشک

معشوق سبکو اس فلک پیر نے دیئے
شائق فقط ہمارے لیے گذرا شباب خشک

جو کہ صابر ہیں بدل رنج و بلا کے نزدیک
اجر اوس صبر کا ملتا ہے خدا کے نزدیک

ہے مزہ عشق میں تکلیف اوٹھانیکا مدام
درد اپنا نہیں جاتا ہے دوا کے نزدیک

مہربان حال پہ کر دے مرے اوس مہرو کو
امر دشوار نہیں ہے یہ خدا کے نزدیک

کریں معشوق پہ ساختہ جان اپنی تمام
کام آسان ہے یہ اہل وفا کے نزدیک

صاف باطن ہین جو کہدیتے ہین کرتے ہین جو
ہمتو جاتے نہین سہو ابھی ریا کے نزدیک

جنے درخواست جو کی حق سے ہوئی وہ منظور
رہتی ہی صدق سے تاثیر دعا کے نزدیک

قتل بیجرم کرین اور نہ خدا سے وہ ڈرین
دور یہ بات ہے کیا اہل جفا کے نزدیک

حسن مین گرچہ وہ بے مثل ہی لیکن افسوس
قدر عاشق نہین اوس ماہ لقا کے نزدیک

کرنا توہین کسی شخص کی از راہ غرور
ہی یہ معیوب نہایت شرفا کے نزدیک

آخرت مین وہی اچھے ہین جو ہین صاحب فقر
گرچہ قدر اونکی نہین ہے امرا کے نزدیک

شیشہ و جام سے ہی دور و تسلسل موجود
گرچہ باطل ہین یہ دونون حکما کے نزدیک

حق تعالیٰ نی عطا کی ہی اوسی رای صواب
فکر شائق نہین جاتی ہی خطا کی نزدیک

ردیف لام

اسلئے کرتے ہین جو بان جہان توقیر دل
اپنے ثابت ہو گئی ہی ہر طرح تاثیر دل

ہے عمارت کا بنانا دہر فانی مین عبث
چاہئے انسان کو ہر حال مین تعمیر دل

مین جو تیرے پہ آیا کیون جھڑکتا ہی مجھے
میری آہین کیا خطا ہی یہ تو ہی تقصیر دل

دلمین وہ موجود ہی پر آنکھ سے پوشیدہ ہے
آنکھ کی تقدیر سے افضل ہوا تقدیر دل

مضطرب ہو کر چلا آتا ہی وہ رشک قمر
پر اثر ہے اسقدر یہ نالۂ شبگیر دل

دیکھکر ہوتے تبان قابو مین پھر رہتا نہین
چاہیے کرنا کسی صورت سے تدبیر دل

دل تو دلبر لے گیا از بہر دفع اضطرار
رکھدو پہلو مین کہ ہر جائے دل تصویر یار

ہاتھہ آنا اور چیزون کا تو کچھ مشکل نہین
پر نہین آسان ہے ای دوستو تسخیر دل

شیفتہ ہون او پہ تجھسے مجھے کیا کام ہے
سنے شائق تمنے یہ بیساختہ تقریر دل

ہوا ہے ہجر و بلا مین مبتلا دل
عبث اوس شوخ کو ہمنے دیا دل

نہ پوچھو بات بھی اب ہیکہ ایجان
ہمارا اسلئے تمنے لیا دل

ہوا مفتون زلف شوخ بے مہر
پر اس پیچ مین اپنا پھنسا دل

توجہ غیر پر ہے ہمسے رکھائی
نہین ملتا ہی یون ای دلربا دل

جفا سہتا ہے اور آتا نہین باز
ملا ہی کس قدر ہمکو برا دل

نہین کینہ ہے دشمن سے بھی اوسکو
یہ کہتا ہے مرا صدق و صفا دل

اوٹھائے تاب کئے فرقت کے صدمے
ہوا ہی زیست سے اپنی خفا دل

تہ تیغ ستمگر اُف نہ کی واہ
تجھے صد آفرین صد مرحبا دل

ہوا مقتول اپنی شوق سے تو
اب اسپر چاہتا ہی خونبہا دل

بہت بے چین ہوکر وہ چلا آئے
بس ایسی کھینچ اک آہِ رسا دل

ہوا سب خلق سے بیگانہ شائق
جو اوس بت سے ہوا یہ آشنا دل

ردیف میم

آہ مین کس سے کہون حال دل زار تمام
میرا قصہ نہین ہونیکا بیزنہار تمام

لے خبر جلد آکے مسیحا اسکی
کوئی دم مین یہ ترا ہوتا ہے بیمار تمام

حُسن جانسوز نے تیرے یہ اوٹھائی ہی دھوم
کہ حسینان جہان ہوگئے بیکار تمام

گھر سے نکلا ہے تفریح جو وہ غیرت گل
ہوگئے رشک چمن کوچہ و بازار تمام

سیر نظارۂ رخ سے یہ نہین ہوتے ہین
چشم عاشق ہین سر روزن دیوار تمام

دخل کیا باد سحر جسم سے اوسکے چھو جائے
گل سے نازک ہے نہایت بدن یار تمام

کچھ کسی کو نہ رہا دیر و حرم سے مطلب
شیفتہ تجھ پہ ہوئے کافر و دیندار تمام

غمِ فرقت نے مرا کام کیا آخر کار
ہاتھ ملتے ہی رہے مونس و غمخوار تمام

ہے مگر ناسخِ مرحوم کا فیضانِ سخن
سربسر ہوئے ہیں شائق کے جو اشعار تمام

دیکھو رہتا ہے تصور میں مرے روئے صنم
رات کو یاد کیا کرتا ہوں گیسوئے صنم

قتل کا اپنے مجھے غم نہیں ہاں یہ غم ہے
کہ اذیت اوٹھائے کہیں بازوئے صنم

نہ پڑی سرو لبِ جو پہ نظر قمری کی
دیکھ پائے وہ کہیں گر قدِ دلجوئے صنم

تیر ناوک کا سمجھتا ہوں نہیں اوس کی پلکیں
دمِ شمشیر سمجھتا ہوں نہیں ابروئے صنم

دوستو اب تو ہمارا بھی خدا حافظ ہے
ہو گیا ہم پہ ہر اک طرح سے قابوئے صنم

یہ تمنا ہے دمِ مرگ کسی صورت سے
ہو مرے سر کے تلے تکیہ زانوئے صنم

دیکھ محراب کو بیساختہ جھک جاتا ہوں
یاد کعبہ میں جو آجاتی ہیں ابروئے صنم

آج کیا بادِ صبا کوئے صنم سے آئی
ہے جو پھیلی ہوئی اب چاروں طرف بوئے صنم

تپشِ دل تجھے تب سمجھوں کہ ہاں تو کچھ ہے
کہ ملے آ کے مرے پہلو سے پہلوئے صنم

مصحفِ رخ پہ ہی خطِ ترجمہ حسن صحیح — حاشیے زرِ و کتابی پہ ہی گیسوئے صنم
واعظا بہرِ خدا کر کوئی ایسی تدبیر — تجکو فردوس ملے مجکو ملے کوئے صنم

خلش دیر و حرم رکھتے ہی شایق میرا
دل کبھی سوئے خدا اور کبھی سوئے صنم

ردیف نون

اوٹھا شایق قلم کو آج حمدِ کبریائی ہین — کہ شہرہ ہو ترے اشعار کا ساری خدائی ہین
قلم ہی شمع کافوری سار شین فیض سے اوسکے — ہوا ہی صفحہ کاغذ ید بیضا صفائی ہین
کہون صلِّ علیٰ روحِ محمدؐ پر بصدقِ دل — کہ وہ مصروف ہونگے حشر کو میری رہائی ہین
زبانِ خامہ سے گر نکلے مدحِ آلِ پیغمبرؐ — اثر ہو چشمۂ حیوان کا ظاہر ثنائی ہین
کیا ہی شہرۂ عالم مجھے فقر و قناعت نے — ہوا ہی مرتبہ حاصل شہا ہی کا گدائی ہین
وہ سنگِ آستانہ اوسکا و نو بخشِ عالم ہو — کہ ہو ممتاز کسری جسکے در پر جبہ سائی ہین

تمنا ہی یہ شایق کی مشرف ہو زیارت سے
رہے تا زندگی در پر تمھارے جبہ سائی ہین

رہا اوس ہجر خوبلی پرین عاشق ناتوان برسون
تجھی ثابت قدم پایا کیا ہی امتحان برسون

جو آتش کو چھپا دیکھا ہی تجھ مین تو مینی بھی
یونہی الفت کو جانا کی رکھا تن مین نہان برسون

مین وہ برگشتہ دوران ہون جو سیاحی مین آجا فان
مری گردش کو کب پہونچے پھرے گو آسمان برسون

شراب شوق پی لی میکدہ مین غنچۂ تن تن کر
رہا مانع اگرچہ مجکو وہ پیر مغان برسون

وہ ہون مجنون شوریدہ ہوئے الفت جو دامنگیر
تو وحشت مین گریبان کے اڑائین دھجیان برسون

سراسینہ ہی یا گلزار رشک خلد داغون سے
نہ آئی یا الٰہی اس چمن مین یہ خزان برسون

سدھارے جو عدم کو نام اپنا چھوڑ کر شائق
عجب ہے ڈھونڈتا اونکو نہ پائے گا نشان برسون

ہی غضب الفت نہین کچھ اوس بت بے پیر مین
جس طرح ہوتی نہین ہی بوئے گل تصویر مین

مرغ دل کو تاک کی تو صید کر ابرو کمان
دور رہتا ہی ہدف سے ہو کبھی جس تیر مین

جوش وحشت پر ہی میرے اندنون ای ہمنشین
پاؤن رہتا ہی نہین اب حلقۂ زنجیر مین

تھا یہ شوق قتل جب قاتل نے اوسکو کیا
بس صدا شکر کی پیدا ہوئی نخچیر مین

کب نبات و قند پائے تیرے آگے کچھ فروغ
دی خدا نے ایسی شیرینی تری تقریر مین

قتل ہوکر پھر حیات تازہ پاتا ہے قتیل
ہے عجب تاثیر قاتل جوہر شمشیر مین

زلف کا خم بھی نہین جاتا تعجب ہے مجھے
کسطرح بل پڑگیا ہے آہ کی تاثیر مین

کاکل جانان مین جاکر پھنس گیا عاشق کا دل
دانۂ زنجیر تھا اس مرغ کی تقدیر مین

سیکڑون لکھے نہ آیا ایک خط کا بھی جواب
عمر آخر ہو گئی شائق مری تحریر مین

تیغ ابرو لگ گئی ہے دل پہ کاری اندنون
زعفرانی ہو گئی رنگت ہماری اندنون

پیرہن مین جو نہین پھولے سماتے اہل عشق
لائی ہے کیا بوئے گل باد بہاری اندنون

ابر تر سے میر مقابل ہو یہ کیا اوسکی مجال
کر رہا ہون ہجر مین وہ اشکباری اندنون

غیر اسکی زلف مین کرتا ہے شانہ اور یہان
سر پہ میرے چل رہی ہے ایک آری اندنون

اوسنے بیرحمی پہ باندھی ہے کمر بس خیر ہو
کام کچھ کرتے نہین ہے آہ و زاری اندنون

جان کا بچنا بہت مشکل نظر آتا ہے اب
حکم قتل عام ہے قاتل کا جاری اندنون

صورت اپنی تو کسی صورت دکھا دے اکبار
ہوتی ہے معلوم کیا صورت پیاری اندنون

خاک کوئی یار ہے خاک شفا حق مین مرے

اسلئے شائق کو بھائی خاکساری مدنون

پڑی بسمل تڑپتی ہین ہزارون کوچۂ جانان مین
روانی دی الٰہی اوسکی آب تیغ بران مین

شہیدونکا بہا ہی خون ایسا کوچۂ جانان مین
شفق ہی چرخ پر شرمندہ اور لالہ گلستان مین

رقیب روسیہ پہنچا ہی دیکھو کوچۂ جانان مین
گذر ابلیس کا گویا ہوا ہی باغ رضوان مین

لگا دے سرمہ مشاطہ کبھی جو چشم جانان مین
تو سمجھو لین جگہ کر لی ہی آہو نے خجل ہو کر بیابان مین

لکھا ہی ایک مصرع مین نے وصف زلف پیچان مین
تو سطرین کھا رہی ہین بل سراسیمہ پریشان مین

نہ کیون ہو فرق اوسکی زلف مین اور روئے تابان مین
نفاق اکثر ہوا کرتا ہی کافر اور مسلمان مین

لگایا ماہوش نے خال مشکین روئے تابان مین
تعجب ہے کہ ہوئے ایک نقطہ سارے قرآن مین

صباحت اور ملاحت ہے جو اوسکے روئے تابان مین
برافت ماہ مین ایسی نہ خورشید درخشان مین

ہوا ثابت یہ ہمکو مصحف رخ پر خط آنے سے
لکھی ہی سورۂ واللیل کاتب نے یہ قرآن مین

دکھاتی آنکھ ہی نرگس مجھے تیری طرح ای گل
ہنسا کرتی ہین غنچے بھی سمجھ روتا ہون گلستان مین

ہوئی جب سوزن عیسی یہان عاجز تو اے ہمدم
رفو کیا کر سکے کوئی مرے چاک گریبان مین

لبون پر دیکھ کر اوس شکل گل کی پان کی سرخی
چھپایا لعل نے منہ شرم سے کوہ بدخشان مین

دکھائیگا وہ مجھکو آنکھ غصہ سے مین ڈرتا ہون
گئی ہین آہ کی روزن بہت دیوار زندان مین

مسلسل شکل مہتابی کی اڑہی بنجاتی ہین اکثر
شب فرقت مین روتا ہون کبھی جو یاد دندان مین

مین وہ ہون آبلہ پا جسکی خارون کو تمنا ہی
قدمبوسی کو آتی ہین جو جاتا ہون بیابان مین

اوجاڑا آشیان بلبل کا ای صیادو کیون تو نے
رہی تھی آن کر اک گل کی خاطر وہ گلستان مین

نہین بکھری ہی رخ پر زلف تیری ای مہ گلرو
ختن کی رہنی والی آگئی شہر بدخشان مین

مقابل چہرۂ انور کے وہ آیا تھا چمک کر یہ
لگا دھبّا سنہ اپنی اوسکی دیکھو ماہ تابان مین

رہا کرتا ہی ہر دم ذکر حق محفل مین اے شائق
جو بہکانی کو آئی یہان نہین جرأت یہ شیطان مین

مزہ مجکو ملا ہی کس قدر قطع بیابان مین
کہ مطلق دل نہین لگتا مرا سیر گلستان مین

بھلا کیونکر نہ رودون پھوٹ کر مین بھی کچھ جانا مین
دیا کرتی ہین اکثر باغبان پانی گلستان مین

نہو جسمین محبت اوسکو کیونکر آدمی کہیے
یہی تو فرق بس باقی رہا حیوان و انسان مین

مین اپنی بیکسی پر آپ رو لیتا ہون عبرت سی
گذر ہوتا ہی میرا جب کبھی گور غریبان مین

چلا جاتا یہ سیدھا ارے کی تو نہین بہتر تھا
نہ پھنستا دل لی جا کر تری گیسوی پیچان مین

صبا اتنی وصیت میری تجھسے ہی پس از مردن
کہ لیکر ڈال دینا خاک میری کوی جانان مین

ہمارے اختر طالع کو کیون برگشتگی ہوتی
اگر ہوتی نہ گردش گنبد گردون گردان مین

ہزارون پیرہن مین چاک اکساعت مین ہوتے ہین
کچھ ایسا بڑھ گیا ہی انس دست و گریبان مین

ہوئی ہی خود بخود نفرت ہمین معشوقان ہند سے
پئے تفریح اب جاکر رہونگا انگلستان مین

رسن مین ڈالکے جو آدمی کا حال ہوتا ہی
بعینہ دل کا عالم ہی وہی زلف پریشان مین

یقین ہے شاعران فارسی بھی مدح گویان ہون
غزل میری اگر پہونچے کسی صورت صفاہان مین

نہو مضمون جس مین انتشار طبع کا یارو
غزل ایسی نکلی گی کوئی شائق کے دیوان مین

بیدھڑک کوچۂ جانان مین گذر کرتی ہین
ہم جو کچھ کرتی ہین بیخوف و خطر کرتی ہین

دیکھکر قد کو تری چشم کو تر کرتی ہین
ہم اسی آب سے سیراب شجر کرتے ہین

گاہ نظارۂ رخ گاہ سر زلف کی دید
ہم بسر اپنی یونہی شام و سحر کرتے ہین

اپنی دامن کی تو کیا اصل ہی وقت گریہ
دامن ابر کو ہم اشکون سے تر کرتے ہین

ہم تری یاد مین ای ماہ لقا بالمرہ
نالۂ نیم شبی آہ سحر کرتے ہین

ہے یہ صحرای جنون وادی ایمن ہمکو
ہم بھی موسی کی طرح دید ملکر کرتے ہین

کیون طبیعت ہی یہ بالعکس ہا نہ اپنی
عیب دکھلاتی ہین پوشیدہ ہنر کرتے ہین

یہ نفس نہین اکسیر غم عشق کی ہے
نفس سرد سے ہم خاک کو زر کرتے ہین

دیکھ لیتے ہین تجھی دیدۂ دل سے ہم بھی
غیر نظارہ ترے رخ کا اگر کرتے ہین

پوچھہ ناسخ سی یہ مشتاق کہ عدم مین کیا ہی
لوگ دنیا سے جو دنرات سفر کرتے ہین

داغ دل روشن رہے مجھہ کام گلشن سے نہین
تختہ گلزار تو بہتر مرے تن سی نہین

ہی یقین مجکو کہ بعد از مرگ بھی ایجان جان
چھوٹنے کی خاک میری تیرے دامن سے نہین

زخم صوری ہو تو ہوسکتا ہی اوسکا کچھہ علاج
چاک دل سلنے کا عیسے کی بھی سوزن سے نہین

ہون مقید حلقۂ زلف سیاہ یار کا
قید کی حاجت مجھے زنجیر آہن سے نہین

دیکھئے انجام کیا ہوتا ہی میرے عشق کا
سخت مشکل ہی کہ مین واقف کچھہ اس فن سے نہین

ماہ سے افزون ہی روشن منہہ ترا ای رشک مہر
بزم کو میری غرض کچھہ شمع روشن سے نہین

اوس بت سیبائی سے کہتا ہون وقت بوسہ یہ
مین تو لینے کا کبھی کم ایک دو رجن سے نہین

خواہش وصل مین اہلی کی اطاعت ہے ضرور — کیا غرض عیسی سی جب الفت فزن سنی نہین
دوست جب ہے سرِ جاش پہر کیا کیجئے — امر تقدیری مین شکوہ جبرِ دشمن سی نہین

منتشر رہتا ہون شائق شاعری کا شغل ہے
جان سے ہون تنگ لیکن شعر کی فن سی نہین

جب سے اوس بت سے ہوئی الفت ہمین — سارے عالم سی ہوئی وحشت ہمین
کب میسر ہے تری صحبت ہمین — اے پری دکھلا ذرا صورت ہمین
لیچلی صحرا کو اب وحشت ہمین — دیکھئے دکھلائے کیا قسمت ہمین
اک گھڑی بہر بھی نہین اسکو قرار — دل ملا ہے شیشۂ ساعت ہمین
دردِ دل اور گریۂ شام و سحر — زلف و رخ سے یہ ملی راحت ہمین
داغِ دل سے پایان اشکِ خون سے — عشق نے بخشی ہے یہ دولت ہمین
ہو گیا مثلِ سحر دل چاک چاک — یاد جب آئی شبِ فرقت ہمین
ہوشیاری کسکی یہان تو ہو گیا — برقعِ رخ پردۂ غفلت ہمین
آہ دکھلاتا نہین وہ شوخ چشم — خواب مین بھی اب کبھی صورت ہمین

ہی اگر خواہش تو تیری ہی فقط ۔۔ اور باقی اب نہین حسرت ہمین

وصل کی وعدہ پہ دیتا ہی فریب ۔۔ اے بُتِ بے مہر بی شفقت ہمین

ایسے وعدہ کا نہین کچھ اعتبار ۔۔ آپ کی معلوم ہی عادت ہمین

بوسہ و دشنام کی اے جان جان ۔۔ بھولتی اب تک نہین لذت ہمین

رات دن مصروف منہیّات ہین ۔۔ سو ہی دنیا دلسے ہی رغبت ہمین

نیک و بد مین کچھ نہین ہی اختیار ۔۔ دے الٰہی دیدۂ عبرت ہمین

دل اوٹھالین تجھسے یہ ممکن نہین ۔۔ ہی یہ مقسوم ازل چاہت ہمین

شدتِ خفقان سے از بس تنگ ہے ۔۔ عرصۂ افلاک کی وسعت ہمین

بوسۂ لب شب جو ہمنے لے لیا ۔۔ بولی یہ بھاتی نہین جرأت ہمین

اسقدر بیباکیان شائق مگر ۔۔ تیرے آتی ہے نظر شامت ہمین

وصل معشوق سے یہان کوئی بھی ناکام نہین ۔۔ دفترِ عیش مین اپنا ہی فقط نام نہین

واحرقتا کی صدا قبر سے آتی ہے ہنوز ۔۔ بعد مردن بھی ترے کشتہ کو آرام نہین

لون رقیبون سے مین کسطرح قصاص ای ہمدم
چین دیتی ہی مجھے گردش ایام نہین

ہنسکے فرمایا کیا مینے جو بوسہ کا سوال
سائل ایسا تو کبھی قابل انعام نہین

گھر سے بیزار ہی اور عرصۂ صحرا بھی تنگ
دل بیتاب کو اپنی کہین آرام نہین

تیرے دامن می گلگون ہے تو کیا جانی خطر
میرا ملبوس یہ کچھ جامۂ احرام نہین

دام کاکل مین تیری جو گرفتار ہے
پختہ مغزان محبت مین وہی خام نہین

مین بھلا خاک کرون سیر و تماشا چمن
شدت ضعف سے یان طاقت یک گام نہین

ہے شب تار جدائی کو نہین میری سحر
جس طرح روز قیامت کے لئے شام نہین

تالب گو یہ چھٹتا ہی نہین ہی قفس سے
شائق اس عشق کے آغاز کا انجام نہین

سرو سا آزاد گو مین گلشن عالم مین ہون
نخل ماتم کیطرح پر محفل ماتم مین ہون

اوسکا مضمون کم آتا نہین کچھ ذہن مین
ایکمدت سے مین فکر معنی مبہم مین ہون

نے سبب مجھسے خفا وہ تندخو ہے اسلئے
منتشر اس فرالعینی کی کیف و کم مین ہون

ق

پوچھتے ہو حال کیا مجھسے نحیف و زار کا
کیا کہون مدت سے مین کس آفت مین کس غم مین ہون

لوٹتا ہون خاک پر درد دل بیمار سے جان بلب ہون انتظار شوخ عیسیٰ دم مین ہون
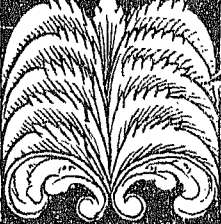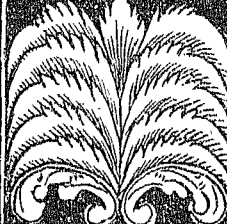
طوق و زنجیر و سلاسل کی مجھے کیا احتیاج مین تو خود ہی قیدی تار کاکل پرخم مین ہون

صورت عنقا مین شائق گو نظر آتا نہین

پر یہ ظاہر ہے کہ مین مشہور اک عالم مین ہون

ہمنشین اوسکی خبر آتی نہین زندگی اپنی نظر آتی نہین

ہے قناعت سے مجھے ربط کمال طبع میری سوے زر آتی نہین

رات ہو جاتی ہے اپنی روز حشر روبرو شکل سحر آتی نہین

آپ ہین مجھسے خفا ہاے خفا زندگی کیا یون بسر آتی نہین

نالۂ بے لطف سے کیا فائدہ لب سے آہ پر اثر آتی نہین

نقص پیدا سے ہے لازم انفعال شرم کچھ بھی تمکو مگر آتی نہین

اہل دنیا خود ستائی کے ہین مجھ اور خوشامد ہمکو کر آتی نہین

ہے کمر یا قدرت پروردگار وہم مین اوسکی کمر آتی نہین

خیر ہمکو آئی ہے شائق پسند شکر ہے جو ہمکو شر آتی نہین

لازم ہمین شکایت چرخ کہن نہین ✱ وہ کون ہی جسے رنج و محن نہین ✱

دریائی حسن جوش سے ہی موجزن ہوا ✱ پیشانی صنم پہ پڑی ہی یہ شکن نہین

دشمن کو بھی برا نہ کہین ہم چہ جا دوست ✱ رنجش کرین کسی سے یہ اپنا چلن نہین

خانہ بدوش جو کہ ہین اونکا ہی یہ کلام ✱ غربت مین وہ مزہ ہی کہ یاد وطن نہین ✱

چین بر جبین نہ ہمسے کہین ہو نہ زلف یار ✱ منظور اسلئے ہمین ختن نہین ✱

عشاق کی ہوئے ہین یہ تار نگاہ جمع ✱ پردہ مین یہ بندہ ہوئی اوسکی رسن نہین

سینہ کو نیے تختہ گلزار ہو گیا ✱ ہمکو ذرا بھی خواہش سیر چمن نہین

جی مین ہی چلکے کوئی نیا ملک دیکھیے ✱ اب قابل قیام یہ دیر کہن نہین ✱

برج شرف سے شمس کی پھیلی ہی یہ شعاع ✱ محرم کے گرد اوسکے لگی یہ کرن نہین ✱

شائق مذاق طبع سے موقوف کر نہ فکر ✱ بالفعل گو زمانہ مین قدر سخن نہین ✱

بجھ لگی ہی آگ سی میرے دل رنجور مین ✱ باد آتش خیز کا عالم ہی ہر ناسور مین ✱

عاشق و معشوق مین سمجھو بس اتنا ہی فرق ✱ فرق نارک جسقدر ہوتا ہی نار و نور مین

صحبت خوبان عالم چھوڑ کر احمق نہین ✗
زاہدو تڑپا کرو تم یہان خیال حور مین

چاندنی شب ہے کرون موزون سخن رخ صف شکن و
زلف کا مضمون لکھونگا شب دیجور مین

پانکی سرخی گلی سے جب نظر آنے لگی ✗
شب لب سرخ سمجھے شیشہ بلور مین ✽

داغ دلکی دوستو میرے دوا کرتے ہو گر ✽
ڈال دو بال سمندر مرہم کافور مین ✗

جو رخ انور مین تیرے مجکو آیا ہے نظر ✗
یہ جھلک موسی نے کب دیکھی تھی شمع طور مین

ہو گیا ہی محو دل سے شغل شعر و شاعری
ہو نہین خود رفتہ خیال ناسخ مغفور مین

سینہ سوزان مین میرے دلکی یہ صورت ہوئی
ایک نقطہ جسطرح ہو خانہ معمور مین ✽

خاتمہ دو چیز کا دنیا مین شائق ہو گیا
خاکساری مجھہ مین نخوت اوس مغرور مین

ایک مدت سے مجھے درد جگر ہوتا نہین
یعنے اب کوئی حسین مد نظر ہوتا نہین

آہ کا اپنی ذرا اوسپر اثر ہوتا نہین ✗
اوسکا اس جانب کبھی سہوا گذر ہوتا نہین

ہو گیا موئے کمر کا دھیان ہی مجکو وبال
کون کہتا ہی میان موئے کمر ہوتا نہین

عشق کے بازار مین جنس محبت مول لے ✗
یہ وہ سودا ہے کبھی جسمین ضرر ہوتا نہین

خشم جانان دفع ہووے غیر سے کسطرح
شعلۂ رخسار کو پانی کا ڈر ہوتا نہین

نفع پہونچا خلق کو حاصل یہی ہی زیست کا
وہ شجر کس کام کا جسمین ثمر ہوتا نہین

حسن تون ہی مین ہووے اسکندر و دارا و جم
سیر دنیا سے غرض کوئی بشر ہوتا نہین

چرخ کا شکوہ نکر حاصل نہو گر کام دل
رنج کیا اسکا نہونے دے اگر ہوتا نہین

طعن ناصح غفلت دنیا مین مجھپر عیش ہو
کون ہی جو میکدہ مین بے خبر ہوتا نہین

نرم دل جو ہی اذیت سے وہ بس محفوظ ہی
نخل مومی دیکھ لے زیر تبر ہوتا نہین

ایکجا پر دو حسین ہون مجتمع ممکن نہین
دیکھ لے گر شمس ہوتا ہی قمر ہوتا نہین

رنگ فق صبح جدائی کا مری کیونکر نہو
چاک کب آہون سے دامان سحر ہوتا نہین

خشک مغزی ہو گئی ہی آج کل شاید محیط
اندنون مجسے جو موزون شعر تر ہوتا نہین

گوہر مضمون نکلتے ہین مگر نے آبدار
جبکہ دریائے طبیعت جوش پر ہوتا نہین

طبع حاضر ہو نہو پر شعر کہنا ہی ضرور
اہل فن ایسے ہی مشاق نظر ہوتا نہین

مری خو وفا ہے اور مین ہون
تری طرز جفا ہے اور مین ہون

تری زلف رسا ہے اور مین ہون ×
یہی کالی بلا ہے اور مین ہون ✢

صدائے گل یہی ہے فصل گل مین
کہ اب چاک قبا ہے اور مین ہون

نہ اوٹھونگا مسیحا در سے تیرے
یہی دار الشفا ہی اور مین ہون ×

کرونگا چشم دل کا اپنی سرمہ
بس اوسکی خاک پا ہی اور مین ہون

کبھی لائی نہ مجھہ تک بوے جانان
مگر باد صبا ہی اور مین ہون ×

نہین ہے غیر کا یان ذکر ہرگز
فقط چرچا ترا ہی اور مین ہون

مجھے محروم رکھا وصل کی شب
تری شرم و حیا ہی اور مین ہون

ہوا ہے خون جگر دونون کا شائق ×
غرض برگ حنا ہے اور مین ہون

وہی یان جلوہ گر ہے اور مین ہون
وہی پیش نظر ہی اور مین ہون

اگر ہے قتل میرا تمکو منظور ✢
تو بس حاضر یہ سر ہے اور مین ہون

عدم سے ڈھونڈھ کر لاؤنگا اوسکو
ترا موئے کمر ہے اور مین ہون ✢

نہین پہلو مین میرے یان کوئی اور
دل شوریدہ سر ہے اور مین ہون

سیہ خانہ ہے اس باعث سے روشن
کہ وہ رشک قمر ہے اور مین ہون

علم کر شوق سے شمشیر اپنے
مرا سینہ سپر ہے اور مین ہون

رولاتا ہی ترا قامت چمن مین
صنوبر کا شجر ہے اور مین ہون

نہین آتا جو میرے گھر پہ وہ ماہ
اب اوسکا رہگذر ہے اور مین ہون

شب وصل صنم مین بول اوٹھاؤ
دلا مرغ سحر ہے اور مین ہون

نہ آیا پاس شائق کے کسی دن
یہ آہ بے اثر ہے اور مین ہون

ردیف واو

جسکو تو چھوڑ کے خفا اوس سے مقدر کیون نہو
جسپہ تیرا لطف ہو وہ سب سے بہتر کیون نہو

جس پہ دیتے ہون ہزارون عاشق جانباز دم
شہرہ اوسکے حسن کا عالم مین گھر گھر کیون نہو

ہم تجھے چشم تصور سے تو دیکھین گے مدام
ای پریرو لاکھ پردے کے تو اندر کیون نہو

سیر کرنے کے لئے جسدم وہ جائے باغ مین
گل خوشی سے پھول کر جامہ سے باہر کیون نہو

جوش گریہ کو ہمارے دیکھ کر وہ ہجر مین
پانی پانی شرم سے اے دل سمندر کیون نہو

ہی قیامت کا اثر تیری خرام ناز مین
دو قدم جس جا چلے پہر وہان محشر کیون نہو

اس نزاکت کو گل رعنا کی دیکہو یا ہے
پہولونکا اوسکے بدن پر گرچہ زیور کیون نہو

زرد رہتا ہی رخ عشاق دائم مثل زر
پہر بہلا الفت مین ہر مفلس تونگر کیون نہو

مے بہی ہو مینا بہی ہو اور ساقی گلگون بہی
جب تہیا ہو یہ سب پہر دور ساغر کیون نہو

بیٹہہ کر پہلو مین دم بہر لیا دلکو مرے
پہر کبہی سہوا نہ پوچہا وہ دلبر کیون نہو

صاف ہو جو دل کدورت سے تو پہر اشک راہ
پہر سے بہتر کہین وہ دل منو کیون نہو

شوق مجکو سر جدا ہونے کا تہا حد سے زیاد
قتل پر آمادہ پہر وہ ستمگر کیون نہو

روئے ہین ہم یاد مین موتی سے دانتون کے جو اب
گر کے اشک آنکہون سے اپنا رشک گوہر کیون نہو

بار آ بہر خدا عشق بتان سے شائق اب
بر نہ آئیگا تو ہر گز گو لا در کیون نہو

جو حسن مین ایسے مثل ہو یکتائے زمان ہو
مشتاق نہ کیون اوسکا ہر اک پیر و جوان ہو

ہر بال اگر جسم پہ بندہ کے زبان ہو
نعمائے الٰہی کا نہ کچہہ شکر بیان ہو

پہر نسبت کی امید ہو کس طرح سے یار سے
وہ رشک مسیحا جو مرا دشمن جان ہو

ہر چند کرے جور و جفا قاتل بیرحم — لازم ہے کہ لب پہ کبھی آہ و فغان ہو

طالب جو ہوئے وصل کے ہم اونسے تو بولے — پوچھو خبر تو ہے جان کی اسوقت کہان ہو

کیا لطف ہے ہو شیفتہ اونپر دل و جان سے — ای دوستو جنکی نہ کمر ہو نہ دہان ہو

یہ خون شہیدان ہے لب یار پہ بیشک — ہم شرط لگاتے ہین اگر سرخی پان ہو

بینا ہے اگر آنکھ نظر آئیگا اوسکو — سو پردہ مین ہر چند کہ وہ نور نہان ہو

چھپتا ہے چھپانیسے کہین عشق رخ یار — گو اوسکو چھپاتو کوئی لیکن وہ عیان ہو

افسوس وہ بت رام رقیبون کا ہوا ہے — ناقوس کی مانند نہ کیون لب پہ فغان ہو

جب چشم سے اوس گل کے گری عدو بیچارہ — پھر آنکھ مین نرگس کے نہ کیونکر یرقان ہو

کر سینہ کو تاکا ہے نظر سیدھی تو کر لو — لٹ تیر وہ سیدھا چلے جو مثل کمان ہو

کیا کیا تمہین ڈھونڈھا نہ ملے دیر و حرم مین — پھرتے ہو کس جا نہ یہان ہو نہ وہان ہو

تم دیکھنا بس ابرو و مژگان کا اشارہ — جب ہاتھ مین اوس شوخ کے شمشیر و کمان ہو

ہے فرقت جانان مین مجھے نزع کی حالت — جلد آؤ ذرا قابض ارواح کہان ہو

معشوقونکی خوبی ہے کہ ہون شہرۂ آفاق — عاشق وہی سچا ہے جو بے نام و نشان ہو

آجائے نظر جب کبھی وہ ابروے خمدار
شائق ہمین کیونکر نہ مہِ نو کا گمان ہو

کام کیا حور و پری سے ترے دیوانہ کو
رشک فردوس سمجھتا ہی وہ ویرانہ کو ہٹ

سانپ لہراتے ہین حسرت سے مری سینہ پر
دیکھتا ہون مین تری زلف مین جب شانہ کو

دل پھسا زلف چلیپا مین تری خوب ہوا
پابزنجیر سبھے کرتے ہین دیوانہ کو ہٹ

تیوریان کیا ہی چڑہاتا ہی وہ برہم ہو کر
اوس سے کہتا ہی کوئی جب مرے افسانہ کو

تو وہ گل ہی کہ اگر باغ مین گذرے اکدم
بلبلین چھوڑ دین گلزار کے کاشانہ کو

تیری شمسہ کا ستارا ہی یہ خورشید فلک
ہمسری دُر سے ہی تسبیح کے ہر دانہ کو

حلقۂ چشم پیالے ہین اور آنسو ہین شراب
لون نہ ساقی سے کبھی بادۂ و پیمانہ کو

چھیڑتا ہون مین تو کس ناز سے کہتا ہی وہ شوخ
آگ لگجائے بس ایسے ترے یارانہ کو

اتنی صحبت بھی ہوئی اوسکی میسر ہمین
وصل جس طرح کہ ہو شمع سے پروانہ کو

وہان کا بیہوش سنبھلتا ہی نہین تا لگِ بر
کوچۂ یار سے نسبت نہین میخانہ کو

تنگ وحشت نے کیا شہر سے مجکو شائق

بہ چلکے آباد کرون اب کسی ویرانہ کو

ردیف ہای ہوز

کیون نہ الفت ہو مجھے ابروی خمدار کے ساتھ
خون گرفتہ کا بجا ربط ہو تلوار کے ساتھ

غیر یون رہتے ہین اوس غیرت گلزار کے ساتھ
خار جسطرح ملا گل سے ہو گلخار کے ساتھ

ہوی تسکین دل زار تری وعدے سے کیا
بوے انکار چلی آتی ہے اقرار کے ساتھ

تب مسرت ہو مرے دلکو اے رشک قمر
وعدۂ وصل بھی ہو وعدۂ دیدار کے ساتھ

گل نیا دیکھنا اک اور کھلیگا اے جان
سیر گلشن جو کیا کرتے ہو اغیار کے ساتھ

میرے نزدیک یہ ثابت ہی نہین کرسکتا
ہمسری ظل ہما سایۂ دیوار کے ساتھ

یہ بھی ممکن ہے کہ جب اشک مرا جوش پہ آئے
سامنا ابر کرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

مین تو سو جان سے قربان ہون تجھپر اے ماہ
دشمنی کیون ہے تجھے میرے دل زار کے ساتھ

دو قدم چلنے ہی سے ہوتی ہے قیامت برپا
حشر رہتا ہے مگر آپ کے رفتار کے ساتھ

ایکدو کا تو ہے کیا ذکر ہزارون لاکھون
پیدا ہوتے ہین مرض عشق کے آزار کے ساتھ

اوسکی قسمت مین خزان ہے ہی جو بن پہ بہار
گل کو کسطرح دون نسبت ترے رخسار کے ساتھ

گرد عشاق ترے رہتی ہین یون سیم بدن
جیسے محتاج رہا کرتے ہین زردا کے ساتھ

رہے ہے سر سبز سخن اونکا ہر اک محفل مین
انس جو رکھتی ہین شائق تری اشعار کے ساتھ

عارض ہے ترا مہر درخشان سے زیادہ
کاکل ہے تری سنبل پیچان سے زیادہ

طوفان ہے مرے اشکونکا تری ہجر مین اے شوخ
اوٹھیگا کہین نوح کے طوفان سے زیادہ

پہیلی ہے ترے رخ پہ جو یہ زلف سیہ فام
کافر نظر آتے ہین مسلمان سے زیادہ

ہر چند کہ گھر گھر کے یہ برسیگا بہت ابر
کیا ہوگا مرے دیدۂ گریان سے زیادہ

گلگشت چمن مین جو نہین وہ گل رعنا
گلشن ہے مرے واسطے زندان سے زیادہ

پہلو مین جو اک غیرت بلقیس ہے شائق
شوکت ہے مری آج سلیمان سے زیادہ

دیکھا بوندیل گھنڈ کو ہے ایک بن سیاہ
وہان کی زمین سیاہ ہے چرخ کہن سیاہ

عنصر وہان کی چارونکی چارون سیاہ ہین
خاک و ہوا و آتش و آب و چمن سیاہ

بجلی کو اوس نواح مین لیجائے گر کوئی
ہو جائے دم مین صورت زاغ و زغن سیاہ

کافور اوس جگہ کا کلونجی سے کم نہین
ہر چیز وہان ہی صورت مشک ختن سیاہ

اوس ملک نابکار مین البتہ جا پڑسے
رکھتا ہو بخت جو کہ غریب الوطن سیاہ

اوّل تو اوس زمین سی گل لالہ کیا اوگے
شاید کہین جو ہو تو چمن کا چمن سیاہ

جو پھول وان زمین سی اوگا سو نی اوگا
حتی کہ لالہ و گل سرخ و سمن سیاہ

جو لوگ اوس جگہ بضرورت مقیم ہین
کرتے ہین صبح و شام وہ رنج و محن سے آہ

ہی ساکنین خاص کا وہان کے یہ حال بد
منہ بھی سیاہ قلب سیہ ہی بدن سیاہ

انسان کا کسیطرح سے لگی ایسی جا پہ جی
شائق ہون جسکے سبب مرد و زن سیاہ

ردیف یای تحتانی

پریشان خاطری اپنی کہانی جسکا جی چاہے
کچہ اپنا حال دل اسکو سنائے جسکا جی چاہے

ستم اور ظلم یہان سر او ٹھائے جسکا جی چاہے
نظر سے اوسکی اپنی کو گرائے جسکا جی چاہے

ہمین فرقت خدا پہ ہی پھر ہسا خوبرو کیا ہین
صنم کو مہربان اپنا بنائے جسکا جی چاہے

سنا ہی آج اوسکی گھر مین ہی اغیار کا مجمع
نہین جانیکے ہم تو وہان پہ جائے جسکا جی چاہے

نشانہ اپنی سینہ کو بنایا عشق مین ہمنے
ہدف پر تیر اپنا آزمائے جسکا جی چاہے

اگر چاہی کسی صورت میسر وصل دلبر ہو
تو لے اوسکے ہجر کی صدمے اوٹھائے جسکا جی چاہے

بہت اغیار کو دعوی ہے اوسکی مہربانی کا
کدھر آتے ہین وہ دیکھین بلائے جسکا جی چاہے

نہین پروا ہمین اہل زمانہ کی کجھائی کی
دل شائق کو نظرون سے گرائی جسکا جی چاہے

آہ وزاری تجہی بیدل کبھی ایسی تو نہ تھی
واقعی الفت کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

بزم مین رات تری رہے او پردہ نشین
بات کرنی ہمین مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

وجہ کھلتی نہین ہیجان طبیعت میری
جیسے اب تجھپہ ہی مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

چاٹتا ہی دہن زخم مزے لی لیکر
تیغ میٹھے تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

مجمع غیر جو نکا نظر آتا ہی یہان حد سے زیاد
جیسے اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

سچ بتادے مجھے شائق کہ طبیعت تیری
نسج اشعار مین کاہل کبھی ایسی تو نہ تھی

سخت حیران ہوئین شائق کہ یہ کیا پیچ پڑا
تو ہوئی آگی مری مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

جب سے میری آہ مین تاثیر آدھی رہ گئی
تیری بھی الفت بتِ بے پیر آدھی رہ گئی

زاہد انکو نصیحت کی ہی تونے اسلئے
میکشونکی آنکہ مین توقیر آدھی رہ گئی

جوشِ وحشت نے جو پھیرا ہاتہ اپنا پیٹ پے
کٹکے میری پاؤن مین زنجیر آدھی رہ گئی

بچ چکے تھی آج ہم قتل اوسکے ہاتہ سے
میان سے کھنچکر مگر شمشیر آدھی رہ گئی

زلف تیری تا کمر پہونچی نہ پھر آگی بڑھی
سورۂ واللیل کی تفسیر آدھی رہ گئی

آج راضی ہوگئی تھی آگیا دشمن وہان
وصل کی آدھی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

خاک کوئی یار ہاتہ آئی تو اے شائق پھر
فضل حق سے عمر آہش اکسیر آدھی رہ گئی

رات کو ہولے سے جو وہ میرے گھر تک پہونچے
شکر حق ہے مرے نالے تو اثر تک پہونچے

مجکو دعوی تھا کہ زلفین میری ہاتہ آوینگی ذرا
تجہ پہ پہونچے تری گیسو جو کمر تک پہونچے

ہم پہونچے ہیں سہی یار تری زلفون مین
حضرتِ دل تو او جھکر تری سر تک پہونچے

رحم کہا کر وہ اوسے چوم لی آنکھون سے لگاے
دل غمناک جو اوس رشک قمر تک پہونچے

تو وہ مہر کہ انجم مین ہے تری سامنے کیا
تیری چہرہ کے چمک کو نہ قمر تک پہونچے

خوشنما اور ہوا چہرہ وہ خط کے باعث
حسن قرآن ہی اگر زیر و زبر تک پہونچے

بال کیونکر کہوں اوس گل کی کمر کو وہ تو
اتنی باریک ہے جسکو نہ نظر تک پہونچے

میری غربت کا تو اک شور تھا عالم میں بپا
حیف صد حیف کہ تمکو نہ خبر تک پہونچے

نامہ شائق نے جو قاصد کو دیا وہ بولا
کسکی طاقت ہے جو اوس شوخ کی در تک پہونچے

کہنا زبان سے حالتِ دل کیا ضرور ہے
اللہ تو علیم بذات الصدور ہے

تمکو جو اپنے حسن صبیح پہ غرور ہے
بندہ بھی فضل حق سے نہایت غیور ہے

دنیا کی احتشام پہ جسکو غرور ہے
کچھ شک نہیں کہ عقل میں اوسکی فتور ہے

ہر چند غرق لجۂ عصیاں ہیں مگر
غفار سے توقع عفو قصور ہے

کیا پوچھتے ہو حال دل زار امی تم
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہے

دنیا کی زندگی کو سمجھتا ہی ہیچ و پوچ
جسکو حصول رتبۂ کشف القبور ہے

ہر چیز میں وہ قدرت صانع ہی دیکھتا
جو شخص اہل ہوش ہی اور ذی شعور ہے

ہے آفتاب سے تو وجود جواہرا
اور ماہ سے حساب سنین و شہور ہے

ہے نور پاک کی یہ تجلی بغور دیکھ
شمس و قمر مین جلوہ نمایہ جو نور ہے

اللہ کا ہی مورد الطاف بے گمان ہے
عالم مین جو بشر کہ صبور و شکور ہے

صورت کو اوسکی دیکھ کی بے مثل و بے نظیر
کہتے ہین اہل دید پری ہی کہ حور ہے

اللہ رے براقت داغ دل حزین ہے
یہ روشنی مین رشک دہ شمع طور ہے

پیتا ہون خون دل غم فرقت مین رات دن
مجکو یہی بجاے شراب طہور ہے

جب آنکھ بند ہو گئی پہر کیا ہی غدغہ
اک دم مین طی ہی راہ عدم گرچہ دور ہے

مین حال کیا کہون شب تار فراق مین
نالہ ہر ایک ہمسر آواز صور ہے

ہر روز مین تو آتا ہون ملتی نہین ہین آپ
اے صاحب صاف کہئی یہ کسکا قصور ہے

کشتے تو قتل گاہ مین ہین سیکڑون مگر
دو چار زخمیون کا ہی ہونا ضرور ہے

وعدہ کیا ہی وصل کا اوس شوخ نی جو آج
خاطر کو انبساط ہی دلکو سرور ہے

سہو و خطا سی کیا کوئی محفوظ ہو سکے
وہ کون سا بشر ہے کہ جو بی قصور ہے

خوش بخت مثل اوسکی نہین دوسرا کوئی
جسپر کہ مہربانی و لطف حضور ہے

داخل ہوا جو امت خاص رسول مین
پہر کیا اوسے مخافت یوم النشور ہے

امید مغفرت کی نہ کیوں عاصیوں کو ہو
شائق خدا کی ذات رحیم و غفور ہے

شب کو ترسے جو وہ پہنے ہمیں گہر لے گئے
پہر تو کیا کیا بدگمانی لوگ پہر لے گئے

سنکے شہرہ زلف کا تاتار و چین کے ہرن
کاکل پیچاں سے تیری مشک و عنبر لیگئے

فصل باران میں مری بہر سرشک چشم سے
بارہا ابر بہاری چہاگلین بہر لے گئے

گل چمن میں نونہال سرو قد کو دیکھکر
رشک کیا کیا دل میں شمشاد و صنوبر لیگئے

میکشوں سے جلکے زاہد تو قریب و سیاہ کے
آکے میخانہ میں وہ مینا و ساغر لیگئے

ہم نہ مانینگے کیا تمنے کوئی جادو ضرور
ورنہ تم دلکو مری پہلو سے کیونکر لیگئے

ظلم سے پیر فلک کے عشق میں اہل جنون
حسرتیں کیا کیا جہان سے اپنی لیکر لیگئے

باتوں باتوں میں اوڑا اپنے خاطر میں وہ لائے
نذر کی خاطر جو ہم دلسا کبوتر لیگئے

ہونگے کشتہ بیگنہ لاکھون ابہی تو دیکھئے
آج تو پہر ہاتہ وہ بالائے خنجر لیگئے

قرض مجکو ایکدل دیدو کوئی بہر خدا
یہ بتان شوخ نقد دل چرا کر لیگئے

جز عمل کچہ ساتہ جائیگا نہ شائق ہے یقین

لیکے مفلس کیا گئے اور کیا تونگر لیگئے

جو قسمت سے کبھی ہم کوچۂ دلدار مین آئے
نئے جلوے نظر ہمکو در و دیوار مین آئے

کہا کرتے تھی تم ہو نہ غیر کا اب ہم نہ کھینگے
یہ کیا باعث ہے پھر تم مجمع اغیار مین آئے

خفا کیون ہم پہ ہوتے ہو خطا یہ دلکی ہے صاحب
جو یون ڈورے ہوئے ہم آپکے دربار مین آئے

وہی فغان وہی نالہ وہی شور جنون ہوگا
ذرا طاقت تو ابھی لب پہ بیمار مین آئے

چمن مین جب نہ ٹھیرا دل تو پھر ہم جوش وحشت سے
گریبان چاک کرکی دامن کہسار مین آئے

شب فرقت کی تنہائی مین ہمکو یہ تمنا تھی
کبھی تو خواب خفتہ دیدۂ بیدار مین آئے

کوئی کشتہ ہوا ابرو سے تیری اور کوئی زخمی
عجب جوہر نظر ہمکو تری تلوار مین آئے

دل پژمردہ خوش ہو لیگا باغ مین گلرو
کہ خط آویگا جو دو پہیم خط گلزار مین آئے

ہوا گاہک نہ کوئی بھی ہماری جنس الفت کا
عبث اے گلرخو ہم عشق کی بازار مین آئے

زلیخا سے ہزارون چاہئین ہین مصر مین لیکن
وہ کچھ یوسف نہین یکنی کو جو بازار مین آئے

کسیکی چشم میگون پہ طبیعت آگئی شاید
وگرنہ شیخ جی کیون خانۂ خمار مین آئے

تشنہ تجکو دکھائینگے یہ میکش یکدن نہ ہو
کہ تو دوڑا ہوا جو خانۂ خمار مین آئے

نہ میخانہ سی مطلب ہے نہ مے سی ہی غرض ہمکو
پئے دیدار ساقی خانۂ خمار مین آئے

مئے الفت پلادے ساقئ مشفق نے جب بھر کر
تو کیونکر نشا اوسکا نہ مجھہ سرشار مین آئے

کبھی فرمایا غصہ سے اری چل دور ہو ہٹ جا
کبھی بوسہ لیا لب کا بہت جو پیار مین آئے

خدا کیواسطے اب مت چھپا ہمسے نہ منہہ ہرگز
ترے در پر فقط ہم خواہش دیدار مین آئے

مری اشعار سنکر یہ کہا اوس شوخ نے ہنسکر
کہاں ہے یہ ہنر شائق ترے اشعار مین آئے

راہ مین لپٹون کمر سی تیری ایجان تو سہی
کھول کر دل کا نکالون ہے ارمان تو سہی

منہہ جو پھیرا ایک بوسہ کے لئے او نونہال
چوم لون مین بزم مین سیب زنخدان تو سہی

دست وحشت نے کیا ہی چاک پیراہن مرا
پھاڑ ڈالون دامن کوہ و بیابان تو سہی

جسطرح کاکل نے تیری مجکو ڈالا پیچ مین
تو بھی الجھن سی دل کی ہو پریشان تو سہی

گرچہ مجکو باغ مین آنی نہین دیتا وہ گل
سینۂ پر داغ کو کرلون گلستان تو سہی

گر کبھی جلوہ نما ہو بام پر وہ بے نقاب
منہہ چھپالی ابر مین مہر درخشان تو سہی

رنگ لالہ کا تو کیا ہی لعل لب کے روبرو
خون ہوکے ہو خجل لعل بدخشان تو سہی

چپنکی افشان بنی ماتھی پر یہ جھومر نے کہا
فوق لیجائی ستارونپر یہ افشان توسہی

میری رونے پہ تو ہنستا ہی بھلا ای سنگدل
گور پر کل آ کی میری تو ہو نالان توسہی

گرچہ آپکے افسے انکار ہی شائق مگر
ایکدن وہ آپ آکر ہوئے مہمان توسہی

خدا سے ہجر مین مینے دعا کی
دکھا صورت مجھی وس لربا کی ٭

جدا ہونا تھا جو مرضی خدا کی
نہین ہمکو شکایت دلربا کی ٭

ہمیشہ آپنے جور و جفا کی
ہوئی لیکن نہ ہم زنہار شاکی

کہا مشک ختن زلفونکو تیری
بھلا کہیے یہ مینے کیا خطا کی

یقین ہی قبر سی مردے نکل آئین
سنین جسوقت آہٹ تیرے پاکی

تری زلف سیہ اتنی بڑھے گی
خبر لائی گی یہ تحت الثرا کی ٭

خودی کو گبر کو جسنے کہ چھوڑا
خبر رکھتا ہی وہ راہ فنا کی

نہ پہونچا جبسے ہی گردش کو گردون
تو پہر کیا ہی حقیقت آسیا کی ٭

نمانا کچھ بھی اوسنے میرا کہنا
عبث اوس تندخو کی التجا کی

رہی جب تک عنایت اوسکی ہمپر | تو بگڑی بات بہی اپنی بنا کی
اوٹھایا ہاتھ مینے بہی وفا سے | قسم کہاتا ہون اپنی بیوفا کی
قدم چومی تھی تیری آکی اے گل | اسی سی سرخ ہی رنگت حنا کی
عرق سی رخ کی تیری اے گل اندام | چلی آتی ہی بو عطر حنا کی
نہ ملنا تہا تجہے گر ہمسے اے بت | قسم کیون کہائی تہی تونے خدا کی
ترے بیمار کو اے عیسئے وقت | کسی صورت نہین حاجت دوا کی
فقط دیدار ہی کافی ہے تیرا | یہی تدبیر ہے اوسکی شفا کی
سلا ہرگز نہ یہ چاک گریبان | اگرچہ سوزن عیسی سیا کی
اوڑا کر لائے بو اوس گلبدن کی | کہان جرأت ہی یہ باد صبا کی
دم فکر سخن اب لامکان تک | رسائی ہو گئی فکر رسا کی
خوشا طالع بروز حشر جسکو | ملی شائق شفاعت مصطفا کی

غزل اک اور بہی لکہ تاکہ شائق
صدا آجائے سب سے مرحبا کی

جو نوبت آئی وصل دلربا کی ॥ ہمارے در پہ اک نوبت بجا کی

اوسے عادت ہے گر جور و جفا کی ॥ تو ہمکو بھی ہے خو صبر و وفا کی

بلا سے تلخ ہو گر اسکا انجام ॥ ادا خوش آگئی شیرین ادا کی

نشان قاتل کی گھر کا ہے یہ قاصد ॥ کہ رنگت سرخ ہے دولت سرا کی

نہ سمجھو تم انہین خاموش ہرگز ॥ یہ بت بھی یاد کرتے ہین خدا کی

کمر باندھی ہے پھر اوسنے جفا پر ॥ قضا ہے آج کل اہل وفا کی

محبت مین ہماری تم تو پہلے ॥ نہ سنتے تھے عزیز و اقربا کی

اب ایسے ہوگئی بے مہر صاحب ॥ ذرا باتین کرو یاد ابتدا کی

اوڑائی خاک میری ہائے دردا ॥ یہ بے رحمی سنو باد صبا کی

کیا ہے اوسکی زلفون کو پریشان ॥ ہوئی ثابت یہ گستاخی صبا کی

رہون وحشت مین مین عریان ہمیشہ ॥ جنون نے یہ مجھے پوشش عطا کی

لگا اوس شوخ کا تیر نگہ جب ॥ تمنا نے وہین آغوش وا کی

سگ دلبر کو کیونکر یہ ملے گے ॥ مری ہڈی ہما نے ہاے تاکے

مریضِ عشق نے پائی نہ صحت — طبیبون نے بہت اوسکی دوا کی

کیا مقتل مین قتل اوسنی مجھے جب — نہ بولا کوئی بھی تقصیر کیا کی

عجب ہی عشق کی سرکار دیکھو — کہ اک توقیر ہے شاہ و گدا کی ۞

رہو چلکر گلی مین اوسکی شائق

جگہہ وہ ہے نہایت ہی فضا کی

روحِ بلبل جان گلشن تو نظر آیا مجھے — ہر گلِ تر مین بہ رنگِ بو نظر آیا مجھے ۞

او بتِ پردہ نشین جب تو نظر آیا مجھے — جلوۂ نورِ خدا ہر سو نظر آیا مجھے

قامتِ جانان پہ گردش چشم کی ہے طرفہ بات — سرو پر گویا دوان آہو نظر آیا مجھے

دامِ عشقِ قد مین اپنا یہ دلِ وحشی پھنسا — نخلِ طوبیٰ سے بندھا آہو نظر آیا مجھے

زیرِ ابرو خال تیرا اے صنم نامِ خدا — کعبہ مین گوشہ نشین ہندو نظر آیا مجھے

سامنے روے منور کے ترے اے سیم تن — ماہ تابان رات کو جگنو نظر آیا مجھے

کٹ گئی جھٹ پٹ شبِ فرقت ہماری کیا سبب — رات کو کیا خنجرِ ابرو نظر آیا مجھے

اپنی خاطر مین سمایا ہی کوئی رشکِ مسیح — درد دل کا پھر وہی پہلو نظر آیا مجھے

ذکر تیرا ہی رہا دن بھر جو یاں ورد زبان
رات کو بھی خواب میں بس تو نظر آیا مجھے

خشک میری آہ سے شاید ہوا دریائے اشک
جو نہ چشم تر میں اک آنسو نظر آیا مجھے

رات بھر خوابِ پریشان دیکھیگا بختِ سیاہ
آج وقت شام پھر گیسو نظر آیا مجھے

چل دیا دل اپنی پہلو سے نکلکر دفعتاً
جب کبھی کوئی کہیں خوشرو نظر آیا مجھے

مصلحت سمجھا میں شائق لاجرم صبر سکوت
اپنی دل پر جب نہ کچھ قابو نظر آیا مجھے

جو آب و تاب گہر اشک چشم تر میں ہے
صفائی کب وہ بھلا دانۂ گہر میں ہے

دمک جو چہاتی پہ تیری ہے سرخ رنگت کی
کہاں وہ معدن یاقوت کان زر میں ہے

اوڑھاے بار وہ اب تیری زلف مشکین کا
کہاں یہ تاب میان تیری اس کمر میں ہے

نکل ہی آتا ہی طفل سرشک آنکھ بچا
یہ مانتا ہی نہیں بند گو نظر میں ہے

وہ روز شام کو آتا ہی پھر بہ پیشِ حال
اثر یہ اتنا مرے گریۂ سحر میں ہے

کہاں یہ رتبۂ سیماب جو مقابل ہو
وہ بیقراری مرے پارۂ جگر میں ہے

قطعہ

صدائے نالۂ دل شور اشک ریزیِ چشم
مرا جو اندنوں مشہور بحر و بر میں ہے

تو سیراب مجھی شائق تری خشکی کی
بغیر عزم سفر حاصل اپنی گھر مین ہے

کہ مجھے شغل اشکباری ہے
اور کبھی مشق آہ وزاری ہے

دیکھیے کیا مآل ہو دل کا
بیقراری سی بیقراری ہے

سارے عالم سے ہی فراموشی
یاد لیکن فقط تمھاری ہے

زیست سے ہی مراد آسایش
خاک یہ زندگی ہماری ہے

ایک ہین دونون عاشق و معشوق
ظاہرا فرق اعتباری ہے

شب بیمار کی طرح یہ زلف
دوش نازک پہ تیرے بھاری ہے

ہی ہر اک دل کو تجھ پہ شیفتگی
ایسی کچھ وضع تیری پیاری ہے

دل تو پہلے سے جا چکا شائق
جان کی اب تمھاری باری ہے

عارض پرنور سے برقع اوٹھایا چاہیے
ایکدن خورشید کو چکر مین لایا چاہیے

شب کو محفل مین اوسے لاکر بٹھایا چاہیے
شمع کو بھی فرط حسرت سے جلایا چاہیے

بزم مین پھر اک گل تازہ کھلایا چاہیے
یعنی اوس گلرو کو محفل مین بلایا چاہیے

کیا ہی لذت ہے میان تیغ نگاہ یار مین
زخم کوئی اور بھی اب دل پہ کھایا چاہیے

کھینچتی ہے وحشت اب دامن صحرا کی سمت
دل یہی کہتا ہے کوچہ جانان مین جایا چاہیے

دیکھ اوس مسکین کو کہتے ہین یہی زاہد کہ اب
خرقہ سالوس دریا مین ڈوبایا چاہیے

شغل تیری یاد کا رکھتے ہین جو شام و سحر
زلف و رخ اکبار اونکو بھی دکھایا چاہیے

کچھ زمانہ سے نہین حاصل بجز رنج و الم
اہل دنیا سے طبیعت کو اوٹھایا چاہیے

تار تار اپنا گریبان ہے پریشانی سے اب
مجھ پہ تار کاکل پیچان کا سایا چاہیے

حال کچھ سینہ کا محرم سے تو چھپ سکتا نہین
پھر عبث ہے کچھ جو محرم سے چھپایا چاہیے

داغ دل گل کے عوض قسمت مین ہے اب تو
چادر مہ فرش کے بدلے بچھایا چاہیے

انتشار طبع کا قصہ سنا کر شائق اب
یہ غزل بھی اہل محفل کو سنایا چاہیے

نہین قلزم سے کم یارو یہ میرا دیدہ تر ہے
کہ ہر قطرہ مرا اشک رواں کا رشک گوہر ہے

مرا رنگ زرد گون [illegible] لبریز ہے
نہین ہمرنگ اپنا یان کوئی جز چرخ اخضر ہے

خیال زلف پیچان مین تری ہی یہ مری صورت
کہ ہر موئے بدن اپنا شبیہ کلک نشتر ہے

عطا ہی تاج شاہی خار کو بھی آبلہ سے اب
اگر گلشن مین گل ہی شاخ نخل گل کو افسر ہے

نہین حاجت مجھے اب نافۂ تاتار کی اصلا
دماغ اپنا تری بوئے گریبان سے معطر ہے

وہ چندے اختر ہے چھپے کیون نہ محرم کی نبت اوسکی
عیان برجون پہ جسکی سعد اصغر سعد اکبر ہے

کرون مین کیونکہ گلرونسے تو قطع رشتۂ الفت
انہین کی اُس سے اپنا خمیر گل مخمّر ہے

غریق لجۂ لطف و نزاکت کیون نہو عالم
ترا چاہ ذقن تو چشمۂ خورشید خاور ہے

بدل کر قافیہ شائق غزل اب اور کوئی پڑہ
کہ مشتاق سُخن تیرا یہان ہر اک سخنور ہے

اب اُس کافر نے جو زلف چلیپا کو سنوارا ہے
بہ تسخیر دل عشاق کیا ہی پیچ مارا ہے

ہین اوسکی گالیان میٹھی کہاتا ہون یہ باعشرت
لب شیرین مین اوسکی لذت قند دوبارا ہے

سمجھے ادہر گو گر سوچے دلمین تو فی الواقع
مسافر کی نمط ایسا ایک شب کا گذارا ہے

نہین کرتا ہی پیدا بات فقرہ حسن سے اپنے
زبس نام خدا مغرور وہ شوخ دل آرا ہے

نئی ہی طرز تحریر غزل شائق کچہ انہزورون

طبیعت کو تری کیا فکر دنیا سے کنارا ہے

نالہ و آہ و فغان لب پہ مری جاری ہی
حرکتین قاتل بیدرد کی ہین سب بالعکس
دیکھکر نبض اطبا مری کہتے ہین کہ آہ
اڑتی پھرتی ہی یہ جھونکے سے ہوا کے ہر سمت
پڑ گئے چھاتی پہ گل سیکڑون جب سے مینے

دم شماری ہی مجھے گریہ ہی اور زاری ہی
عوض مہر و وفا یاد دلآزاری ہی
مرض الموت کی اس شخص کو بیماری ہی
دیکھہ کشتہ کی تری نعش پہ کچھ بھاری ہی
دیکھی محرم کی کٹوریکی وہ گلکاری ہی

اہل غیرت کا یہ ہی قول فراسن شتائق
قابل دید نہین حسن جو بازاری ہے

کل صبح خبر لائی تھی باد سحر ایسی
ہی اوسکی کمر سایۂ تار نظر ہم
بیشک ہی یقین وصل بھی ہوگا میسر
ہو جائیگی دیدار سے جانا کی ہمین یاس
شوق تھا ہی اس رو سے ترے جگر و دل

شاید نہ سنی ہوگی کسی نے خبر ایسی
گذری کبھی دھیان مین اپنے کمر ایسی
یاور رہے تقدیر یہ اپنی اگر ایسی
فرقت مین اگر اپنی رہی چشم تر ایسی
ای شمع سر شام تو رو یا نکر ایسی

نظارہ سے تیرے گل گلزار ہین شاکی
نرگس کے طرف تو نہ کیا کر نظر ایسی

کیا بھول گیا اگلے ستم شائق نادان
پھر کرتا ہی تقریر جو تو بیخطر ایسی

چھپی تو نکہت گل تیرے پیرہن مین رہے
نسیم صبح اوسے ڈھونڈتی چمن مین رہے

کھلا جو پیچ ترے زلف عنبرین کا سحر
نہ یاسمن مین رہے بو نہ نسترن مین رہے

سنا جو نالۂ موزون مرا گلستان مین
نہ تاب نالہ کی پھر بلبل چمن مین رہے

رہا نہ شیرین کا کبر و غرور حسن و جمال
فقط حکایت فرہاد مرد و زن مین رہے

فغان کہ حسرت دیدار مین ترے اے شوخ
ہمارے نعش تڑپتی ہوئی کفن مین رہے

فروغ حسن سے اوسکے نہ مین ہی رات تھا محو
خموش شمع بھی تا صبح انجمن مین رہے

ہزار مرتبہ کاکل کو تو نے سلجھایا
یہ جان اولجھی مگر زلف پر شکن مین رہے

چھٹی جو زلف سی کاکل مین تیرے جا اولجھی
مسافرت ہمین قیمرہ وطن مین رہے

یہ انتشار کا باعث ہے شائق محزون
فصاحت اب جو نہین ہے ترے سخن مین رہے

جبکہ اغیار کا مجمع ترے در پر ہووے / آفت تازہ نہ کیون پھر مرے سر پر ہووے

لب و دندان ترے گر دیکھ لے کوئی تو اوسے / عمر بھر پھر نہ نظر لعل و گہر پر ہووے

یہ تمنا ہی شب وصل مین ایکبار کہین / ہاتھ اپنا بھی تری زلف و کمر پر ہووے

اسمین کچھ شک نہین رزاق سے غفلت ہے اوسے / تکیہ جس شخص کو گر فضل و ہنر پر ہووے

کیون نہ نکلے دم رخصت یہ مری جان تن سے / دوستو جب کہ وہ آمادہ سفر پر ہووے

بل نے نخوت کے اوسے مار کے ٹھوکر جانا / منتظر جو کہ پڑا راہ گذر پر ہووے

کھینچ لاتی ہے اوسے آہ سحر ای شائق / فخر پھر کیون نہ مجھے اسکے اثر پر ہووے

شرمندہ تیرے رخ سے رخ آفتاب ہے / اور چاند کلموہی کا یہان کیا حساب ہے

نے صبر ہی نہ چین ہی نے دل کو تاب ہے / کیا جانئے کس بلا کا مجھے اضطراب ہے

عارض پہ تیرے کاکل پر پیچ و تاب ہے / ابر سیہ مین یا کہ چھپا آفتاب ہے

مینے کہا کہ مرتا ہون کیا حکم ہی مجھے / فرمایا ہنسکے یہ سخن لاجواب ہے

فرقت مین تیرے مجھکو ابھی غیرت قمر / ظلمات سے تیرہ شب ماہتاب ہے

قطعہ

ہون عشق مین وہ مرشد کامل کی بعد مرگ ۔ فرہاد و قیس کو ہوس اکتساب ہے

کیا پوچھتے ہو نسل رقیب سیاہ رو ۔ سفیان بن حرب سے اوسے انتساب ہے

مشہور سب مین کرتا ہی بہمن کو اپنا جد ۔ کہتا ہی نام باپ کا افراسیاب ہے

با این ہمہ تشخص و با این دلاوری ۔ کتون سے بھی ذلیل وہ خانہ خراب ہے

شائق شکایت فلک پیر سے حصول ۔ کوئی کبھی اسکے ہاتھون یہان کامیاب ہے

شاید در قبول ہے وا آسمان پر
شائق دعا جو تیری ہر اک مستجاب ہے

بسان شمع ہمین اشک ہی بہانا ہے ۔ نصیب اپنی یہ مقسوم آب و دانہ ہے

اوٹھاؤن سر کو ترے در سے یہ نہین ممکن ۔ یہ سر ہی اور ترا سنگ آستانہ ہے

نگاہ برق صفت کیجئے نہ بسم اللہ ۔ ہمارا خرمن ہستی اگر جلانا ہے

ہمین یہ فرش زمین فرش مخملی سی ہی نرم ۔ اور اپنا چادر مہتاب شامیانہ ہے

ہمارا نالۂ موزون کمال رقت سے ۔ اب عندلیب چمن کے لئے ترانہ ہے

فقط شکایت اغیار کچھ نہین مجھکو ۔ ہمارا دشمن جان دوستو زمانہ ہے

جفاے دہر سی پائی ہی اوسنی یار نجات ۔ جہان سی جو سوے ملک عدم روانہ ہے

نہین ہے آنا جو منظور صاف کہدے مجھے ۔ یہ درد سر کا بہلا کسلئے بہانہ ہے

چھوا نہ خوف سے مینے سمجھ کے سانپ کا پہن ۔ یہ تیری زلف مین اولجھا ہوا جو شانہ ہے

بجاے نامۂ اعمال ہمکو اے شائق

بروز حشر یہ داغ جگر دکہانا ہے

بیتاب رعد ہی دل نالان کے سامنے ۔ دریا ہی آب دیدۂ گریان کے سامنے

ہین لعل لخت سنگ و گہر قطرہاے آب ۔ اے میری جان تیرے لب و دندان کے سامنے

اپنے قیاس مین تو سراسر فضول ہے ۔ مذکور خلد کوچۂ جانان کے سامنے

گلبرگ تر کا نام لے کسکی ہی یہ مجال ۔ لبہاے رشک لعل بدخشان کے سامنے

خاطر جو جمع ہو تو کہین لامحالہ ہم ۔ کچھ حال زار زلف پریشان کے سامنے

وحشت جنون نہین اور تو ہمدم ہی میرا کون ۔ روتا ہون جا کے نخل مغیلان کے سامنے

قطعہ

ملبوس قیس خلعت شاہانہ ہو گیا ۔ یارو ہمارے چاک گریبان کے سامنے

قانع ہین فرش خاک پہ جاتے نہین کبھی ۔ آغا کے سامنی نہ کسی خان کے سامنے

اور سر جھکاتے ہین تو جھکاتے ہین ہمنشین
قاتل کے اپنے خنجر بُرّان کے سامنے

اللہ رے شان ظلّ حمایت رہا کیا
عنقا ذلیل ہو سلیمان کے سامنے

جھالر تڑپ رہی ہے بہنگام رقص یا
لوٹے ہی برق گوشۂ دامان کے سامنے

للہ ہمدمو نہ کرو ذکر سیر باغ
اب شائق حزین پریشان کے سامنے

حاسد تیرا ذلیل ہے شائق کہ جسطرح
قالین کا شیر نیستان کے سامنے

کیا کہون ہمدم جو مجکو بیقراری رات تھی
پار سقفِ آسمان کے آہ و زاری رات تھی

آج دن بہر سانپ سا لوٹا کیا دل پر مرے
یاد جب آئی کہ زلف اوسکی سنواری رات تھے

یون تو سوتے ہین سبھی اور ہم بھی سوتے ہین بہت
پر نئی صورت سے میری اشکباری رات تھے

چشم کے روزن سے خون دل چلا آتا تھا او
انتظار یار مین اختر شماری رات تھے

کیون نہ برقِ رشک سے جلجائین معشوقان وہ
تو نے جس انداز سے بجلی اوتاری رات تھے

قطعہ

ایکدن وہ تھے کہ دن تھا عید فرطِ عیش سے
بلکہ روشن رو سے یار و ہماری رات تھے

اب ہوے ہین ہمکو کچھ اپنے نہین مطلق خبر
دن کٹا کس طرح کس صعوبت گذاری رات تھے

یہ بندھا مجکو تصور شام سے لے تا سحر
سامنے تصویر آنکھونکی تمھارے رات تھی

کیا شب فرقت کے طولانی کہون اللہ رے
ہمنشین روز قیامت سے بھی بھاری رات تھی

ہمتو شائق رات بھر تڑپا کئے بستر پہ ہا
اور اوسکو نیند وہان غفلت سے ساری رات تھی

سوجھتے مضمون اچھے کسطرح شائق تجھے
فکر عالی سے طبیعت تیری عاری رات تھی

وہان سرمے کے آنکھونمین سے تحریر پھرتی ہی
دل عشاق پر گویا یہان شمشیر پھرتی ہی

وہ صورت آفت جان جیسے آئی ہی نظر مجکو
وہی آنکھونمین میری اب تلک تصویر پھرتی ہی

ادہر تدبیر سے کرتے ہین ہم جوش سودا کی
اودہر تقدیر ہاتھونمین لئے زنجیر پھرتی ہی

جھٹک دامن نہ یون قاتل خدا کا خوف کر یعنے
یہ تیری عاشقونکی خاک دامنگیر پھرتی ہی

سخن کب ہے یہ محتاج گذارش فرد شہرت سے
کہ پھرتا ہی زمانہ جسگھڑی تقدیر پھرتی ہی

جنونمین عرصۂ صحرا مین طے کرتا ہون یون جیسے
زبان خامہ کاغذ پر دم تحریر پھرتی ہی

یہ سارے گل جو ہین سب چمن اوس گلکے ہین عاشق
صبا گلشن مین یہ کرتی ہوئی تقریر پھرتی ہی

یہ زنجیر طلائی کا ہی عالم اوسکے سینہ پہ
کہ جیسے تختۂ بلور پر تحریر پھرتی ہی

تماشا ہی کہ بعد از زخم بھی شوق تماشا سے
سوئے قاتل ہے ہر دم گردن نخچیر پھرتی ہی

رہا کرتا ہون مین بیتاب اور وہ بیخبر شاید
یہ اولٹی ہم پہ دیکھو آہ کی تاثیر پھرتی ہی

مین اپنی بخت خوابیدہ کے بس گردش سمجھتا ہون
تری جب آنکھ ہمسے او بے پیر پھرتی ہی

امید زندگی ہی سب طرف سے منقطع شائق
اجل آنی مین کیون کرتی ہوئی تاخیر پھرتی ہی

ایک عالم ہو گیا آشفتہ چشم یار سے
ہین بچے گبر و مسلمان سبحۂ و زنار سے

دل پھنسا ہی اندنون ایسے بت عیار سے
جسکو فرصت ہی نہین سرگوشئ اغیار سے

تو نظر آتا زلیخا کو تو یوسف کو ضرور
پھیر لاتا کاروانے مصر کی بازار سے

ہنستے ہی رہتے ہین دنیا مین جو نخوار ہین
مجکو یہ ثابت ہوا بس خندۂ سوفار سے

دلمین حسرت رہی وہ بچھا نہ بعد از قتل بھی
دامن قاتل ہمارے زخم دامن دار سے

رعب سے جانان کے مین تشبیہ دے سکتا نہین
سایۂ بال ہما کو سایۂ دیوار سے

گلشن دنیا مین پائے رنج سے کسنے نجات
گل کی دل مین بھی خلش رہتی ہی نوک خار سے

جب سے مژگان صنم کا زخم پہونچا ہی مجھے
اب تو ڈرجاتا ہون مین خار سر دیوار سے

زخم کے لگتی ہی قاتل مجھپہ ظاہر ہو گئے
چشمۂ حیوان کی خاصیت ہے تیری تلوار سے

شمع ساں ہر چند جلتا ہوں تپ فرقت سے میں
دخل کیا نکلے سخن میرے لب اظہار سے

کم نہیں ہوتا تصور جب سے آیا ہے ترا
سلسلہ اشکوں کا میرے دیدۂ خونبار سے

اوس صنم نے رند مشرب کر دیا سارا جہان
چھٹ گیا دیر و حرم ہر کافر و دیندار سے

اس غزل کو میری سنکر آج فرمانے لگے
اب مزہ اوٹھنے لگا شائق ترے اشعار سے

انتظار آہ مجھے آٹھ پہر کسکا ہے
اور مرے مد نظر نور نظر کسکا ہے

کس پہ پریوں نے کیا آہ مجھے دیوانہ
دل میں کھٹکا یہ مرے شام و سحر کسکا ہے

اوسکے دربان سے ہوئی رسم محبت ہمکو
کوچۂ یار میں اب خوف و خطر کسکا ہے

جی کو بی چین کبی دیتا ہی پل بی تا شہر
جانی نالۂ پر شور و شرر کسکا ہے

میں کروں بے ادبی تمسے عیاذاً باللہ
شوق سے آئی یہان آنے مین ڈر کسکا ہے

ہمنشین پھر خدا جلد تباوے مجکو
دل تڑپتا ہے یہ سامان سفر کسکا ہے

مینے شائق جو کہا اب نہ ملونگا تمسے ×

بولے فرمایے یہ آمین ضرر کسکا ہے ×

حال دل کیونکر کہون نہین اوس بت خودکام سے
اتنا تو اوسکو عار آتی ہی ہمارے نام سے

صبح کی تشبیہ لازم ہی رخ گلفام سے
زلف کی نسبت بجا ہی تیرگی شام سے

رشک سے اوسکی جگر مین سیکڑون سوراخ ہون
تیری آنکھونکی اگر تشبیہ دون بادام سے

انمین ہی نو تنک اونمین فروغ آفتاب
ہمسری انجم کرین کیونکر ترے بوتام سے

صاف وعدہ کیجئے لیت و لعل ہی کیا ضرور
ہی مجھے نفرت نہایت رمز اور ابہام سے

کاسۂ سر بعد مردن جام جم ہو جاے گا
زندگی مین ربط رکھا ہی جو ہمنے جام سے

زلف و رخ کے یاد مین کٹتی ہی اپنی زندگی
کچھ خبر ہمکو نہین رہتی ہی صبح و شام سے

وصل اوسکا چاہتا ہی ہر شام و سحر
باز آتا ہی نہین یہ دل خیال خام سے

چین سے ہمنے نہین دنیا یہ مجھکو اک جگہ
تنگ آیا ہون مین ازبس گردش ایام سے

راہ پر بیٹھا ہوا تکتا ہون مین قاصد کی راہ
جان آجاتی ہی مجھ مین یار کے پیغام سے

فکر آغاز محبت مین عبث ہے رات دن
کسکو ہوتی ہی خبر شائق بھلا انجام سے

دیکھو تو جلوہ رخ جانان نئے نئے
بل کھا رہی ہے زلف پریشان نئے نئے

آہ و فغان و گریہ و سوز جگر طپش
راحت کے جمع ہین سر و سامان نئے نئے

پایا نہ ایک وضع پہ فرد بشر کوئی
آئے نظر جہانمین انسان نئے نئے

یہان نجد و بیستون کا بھلا کیا شمار ہے
لاکھون ہی دیکھے کوہ و بیابان نئے نئے

کس سے کہون جو رنج گذرتے ہین رات بہر
فرقت مین میری آسمہ تابان نئے نئے

ہوتے ہین ہر دمے وہ دن سوز ہجر مین
سینہ پہ میرے داغ نمایان نئے نئے

فرط حسد سے خوب ہی ہمکو دیا کیا
رنج والم یہ گنبد گردان نئے نئے

ناصح تجھے دکھائینگے گر دم مین دم رہا
جوش جنون مین چاک گریبان نئے نئے

رہتا ہی رات دن یہی کھٹکا کہ خیر ہو
پیدا ہوئے ہین آپکے خواہان نئے نئے

شائق غزل سنا کے ذرا داد انسے لے
ہین جمع بزم مین جو سخندان نئے نئے

کیمیا کی مجکو خواہش ہے نہ ہے اکسیر کی
چاہتا ہون خاک پا اپنے بت بے پیر کی

گھر پہ میرے کھینچ ہی لائے اوسے دو دن کے بعد
شاد باش اے آہ تو نے خوب ہی تاثیر کی

ایک ہمسایہ تو کیا سارا جہان بیچین ہی
دہوم عالم مین ہی میرے نالۂ شبگیر کی

تجھ سے وونسے راست بازونکو نہین ہوتا ہی انس
دیر تک صحبت نہین ہوتی کمان و تیر کی

دشمنون سے صاف باطن اور بہی ہین فروغ
دشمنی کچھ شمع سے چلتی نہین گلگیر کی

صورت تصویرین جاتی ہین اوسکو دیکھکر
خاصیت دیکھے یہ ہمنے یار کی تصویر کی

زلف جانانکا مقید ہو نہین ہل سکتا ہین
کچھ نہین حاجت ہے شائق پاؤن کو زنجیر کی

ممکن ہی کہ جائے کوئی شمشیر کے آگے
پر جا نہ سکے اوس بت بے پیر کے آگے

طول شب ہجرانکو بیان کوئی تو کردے
اک بار ذرا زلف گرہ گیر کے آگے

اس عہد مین موسیٰ ید بیضا نہ دکھائے
زنہار ترے ہاتھ کی تنویر کے آگے

نقاش ازل نے تری صورت وہ بنائی
حیران ہی مانی تری تصویر کے آگے

ای چرخ کہی دیتا ہون گر خیر تو چاہے
آتا نہ کبھی نالۂ شبگیر کے آگے

پامال ہی آوازۂ امیر سراسر
وحشت مین مرے پاؤن کی زنجیر کے آگے

مین ہون وہ گنہگار کہ رکھتی نہین رتبہ
اور ونکی خوشامد مری تقصیر کے آگے

اغیار کی یہ قدر ہی آگے مرے دیکھو | جو مرتبہ خاک ہی اکسیر کے آگے

سب سحر و فسون نقش و عمل ہوگئے بیکار
شائق کی فقط آہ کی تاثیر کے آگے

کہان ہی قیس جو آکر مرا شور جنون دیکھے | وہ میرے اشک مین کیفیت دریاے جیحون دیکھے

اثر کرتا نہین جز نقش زر کوئی عمل اوسپر | ستمگر ہے اثر نقش و عمل سحر و فسون دیکھے

یقین ہی خشک ہو جائے مرے دلکی حرارت سے | اگر شاخ چنار سینہ پہ سوز درون دیکھے

کرین کیا خواہش تاج سکندر دہر فانی مین | کہ ہمنے خاک مین ملتے ہوئے چتر و قشون دیکھے

کہان ہی قیس جو دیکھے وہ آکر نجد کا عالم | کہان ہی کوہکن جو آکے بیستون دیکھے

نہین طاقت ہمین اس سے زیادہ غم کے کہانیکی | ترے جور و جفا ای بیوفا حد سے فزون دیکھے

کسیکو کر دیا اعلی کسیکو کر دیا ادنے | یہی اطوار تیرے ہمنے اے گردون دون دیکھے

نہین ساقی وکھاتا کیا ہی اولٹا جام صہبا کو | کہ ہمنے کاسہ سر شاہان واژگون دیکھے

یہ ممکن ہی کہ میرے حال پر آئے نہ رحم اسکو | اگر وہ اپنے غم مین مجکو ایسا سرنگون دیکھے

مصائب عشق کو یہان لازم و ملزوم ہین شائق

جو دیکھی ہمنی عاشق آہ باحال زبون دیکھے

داغہای عشق سے سینہ مرا گلزار ہے
واقعی یہ داغ دل ہمدم گل بیخار ہے

عشق مین اوس بت کے مین ایسا ہوا ہون ناتوان
جو بدن پر میرے رگ ہے رشتۂ زنّار ہے

بل بی زر عشق کوہ غم لیا سر پر اوٹھا
گرچہ لاغر کاہ سے میرا یہ جسم زار ہے

انتظار جلوۂ دیدار مین ہر خستہ جان
کوئی در کے سامنی کوئی پس دیوار ہے

ہے تجھے اہل ہوس سے بیوفا اقرار وصل
او اپنی عاشق شیدا سے صاف انکار ہے

ہے ترا چاہ ذقن یا چشمۂ آب حیات
خضر کا چشمہ سراسر اندنون بیکار ہے

عالم مستی مین کبھی کرتا ہون بوسہ کا سوال
میکدہ مین کون مجھسا بادہ کش ہشیار ہے

ہمکو عریانی فقط کافی ہے زاہد زیب تن ×
رند کو کب احتیاج جبّہ و دستار ہے

دیکھئے ہوتا ہے خون کس کس کا تیغ ناز سے
آج پہنی یار نے پوشاک ہیر گلنار ہے

ہو نوائی چنگ و بربط اہل دولت کے نصیب ×
یہان صدائے سوز دل آواز موسیقار ہے

اسقدر غفلت تجھے شائق کبھی لازم نہین ×
دیکھ نیرنگ جہان گردیدۂ بیدار ہے ×

خیالِ یار مین آتا نہین قرار مجھے
ہزار طرح کا رہتا ہی انتشار مجھے

پلک جھپکتی نہین میری ٹکٹکی سی کبھی
الٰہی کسکا یہ رہتا ہی انتظار مجھے

ملال وادیٔ وحشت مین دل لگا میرا
بہ شکل گل نظر آیا ہر ایک خار مجھے

ملی ہی سوز دروں سے یہ روشنی مجھکو
ہوا ہی شمع ہر اک پیرہن کا تار مجھے

بہار گل ابھی ہوئی مری گلی کی ہار
گلی کا اپنی اگر بھیجدی وہ ہار مجھے

ہمیشہ کوچۂ جانان مین جان کا ڈر ہی
عدم کی راہ نہو جای کوئی یار مجھے

عوض مین بوسہ کے ہر وقت گالیان دینا
غرض یہ آپ کا بہانا نہین شعار مجھے

جہان کے باغ مین ہمدم مین ہون وہ رنگین طبع
دکہای ہمین وہ دے موسمِ بہار مجھے

نہ بہلی دل مرا گل سی نہ شور بلبل سی
سُنائے نالہ وہ اپنا اگر ہزار مجھے

مین اپنی دل سی تو جبر بتان اوٹھا دیتا
دیا خدا نے نہ اتنا بھی اختیار مجھے

ہوئی ہی مجھکو کدورت سے اسقدر نفرت
کہ خوش کبھی نہین آتا خطِ غبار مجھے

دعا ہی شائق عاصی کی حضرت حق سی
نہوے بعد فنا قبر کا فشار مجھے

تجکو ہم اپنا اوبت پرفن بنائینگے — سارے جہانکو جان کا دشمن بنائینگے

زخمی تری نگاہ کی ہین از پئے رفو — تار نگہ کو رشتۂ سوزن بنائینگے

دنیا کو بے ثبات سمجھتی ہین اسقدر — گھر بیت عنکبوت سے اوسن بنائینگے

لعل یمن بنائینگی دانتون کو پان سے — مسّی لگا کی ہونٹھونکو سوسن بنائینگے

طوبی کی شاخ لائینگی مسواک کے لئے — دُرہای شاہوار کا منجن بنائینگے

ہم اکتساب کرکے تری نور کا صنم — سینہ کو اپنی وادی ایمن بنائینگے

سیّارونکو بنائینگی آویزہ گوش کا — ثابت کو تیری بازو کا جوشن بنائینگے

گر لیگئی چمن مین صبا تیری خاک پا — پھول اوسکا اپنی واسطے ابٹن بنائینگے

گر آستین جنون مین نہین اشک کے لئے — برگ شجر کو دشت مین دامن بنائینگے

مرنیکے بعد بھی نہین چھوڑینگے کوئی یار — اپنا اوسی کے کوچہ مین مدفن بنائینگے

شائق جو اپنی آنکھونمین اوس گلنبی کی جگہ
پلکون کی اوسکی واسطی چلمن بنائینگی

لیل و نہار سے یہ غرض ہی آلہ کی — یعنی کرد تمیز سفید و سیاہ کی

ناپایدار ہوتا ہی اسباب مستعار — چھنتی ہی شب سے صبح ردا نور ماہ کی ×

کس طرح طی کرینگی خدایا پل صراط — گٹھری ہمارے سر پہ ہی بار گناہ کی

اسلام کا ہماری تشہد گواہ ہے — دعوی پہ اپنی کچھ نہین حاجت گواہ کی

ہی زہد کا یہ مرتبہ اونے کہ نے خبر — دلمین تری رہی نہ طمع مال وجاہ کی

ہے یہان یہ امتیاز فقیر وامیر کا — دہان ہی حقیقت ایک گدا و شاہ کی

راہ طلب مین منزل علم الیقین کو دیکھ — دامن سی اپنی جھاڑ دے گرد اشتباہ کی

ہم عاصیون کو روز جزا کون پوچھتا — ہوتی اگر نہ ذات رسالت پناہ کی

شائق ذرا تو دیدۂ عبرت کو اپنی کھول
خلقت بغور دیکھ یہان کوہ وکاہ کی

یاد مین ایزد برحق کی جو انسان نہ ہے — اوسکی غفلت کا کسی طرح سے پایان نہ ہے

غافل از یاد خدا جو کوئی انسان نہ ہے — وہ کبھی پیش خردمند پشیمان نہ ہے

ایسا آشفتہ ہمارا دل حیران نہ ہے — آپ کی کاکل مشکین جو پریشان نہ ہے

خاک ہو جائے اگر جان تو نہین غم ہے مگر × — گرد آلود معاصی مرا دامان نہ ہے

زادِ عقبیٰ جو میسر ہو تو پھر سب کچھ ہے
نہ رہے عالمِ فانی کا جو ساماں نہ رہے

گر فنا آپ کو اوس مہرِ منور کے حضور
صبح ساں کچھ اثرِ چاکِ گریباں نہ رہے

جبکہ ہو جائے عدم فکر میں ہستی تیری
کچھ وجودِ سببِ عالمِ امکاں نہ رہے

حل ہوں سب عقدۂ رازِ دلِ پُرشور و شر
گر خیالِ گرہِ کاکلِ پیچاں نہ رہے

ہے وہی معرکۂ عشق میں ممتاز جسے
درد کا ذوق ہو اور طالبِ درماں نہ رہے

دہنِ یار جو ہو جائے عموماً محسوس
کبھی ظلمت میں نہاں چشمۂ حیواں نہ رہے

نے خبر کہتے ہیں بس وحدتِ مطلق اسکو
گر تجھے کچھ ہوسِ وصلتِ جاناں نہ رہے

دولتِ عالمِ فانی ہے بس اک نقش بر آب
کون دنیا میں رہیگا جو سلیماں نہ رہے

ہو گئی طبع بھی کی سر اسر خود گر
حیف دنیا میں یہی نام بھی انساں نہ رہے

قصد ہے اوس بتِ کافر کا عیاذاً باللہ
نام کو دہر میں اب ایک مسلماں نہ رہے

دور ہو جائے جو آنکھوں سے تعلق کا حجاب
امتیازِ عملِ زاہد و رہباں نہ رہے

گر زباں ضبط کری فلسے نہ ممکن ہو ضبط
رازِ عاشق کسی عنواں سے پنہاں نہ رہے

ساقیا دورِ قدح کا نہ تسلسل ٹوٹے
کبھی گردش سے یہ خورشیدِ درخشاں نہ رہے

وصلتِ یار چسپان آہ میسر شود دم
طرفہ حالت نہ رہے وہ بسوے آن نہ رہے

دیکھ پائی جو ترے عارضِ رنگین کی بہار
چشمِ بلبل مین ذرا قدرِ گلستان نہ رہے

جوشِ سودا مین رہے دشت نوردی جب تک
آبلے پاؤن کے بے خارِ مغیلان نہ رہے

وصلِ معشوقِ حقیقی کا ہوا جسکے نصیب
جو کوئی دہر مین با حسرتِ حرمان نہ رہے

گردشِ طالعِ عشاق اگر ہو موقوف
گردشِ لازمیِ گنبدِ گردان نہ رہے

اب تصور جو ہوا دل سے بتونکا زائل
اشکِ خونین نہ رہے دیدۂ گریان نہ رہے

ہتکڑی طوقِ گلو پاؤن مین زنجیرِ گران
جوشِ وحشت مین بھی ہم بے سر و سامان نہ رہے

سلطنت کیونکہ ملی مصر کی جب تک کوئی
چاہ مین بند ہوا اور قیدیِ زندان نہ رہے

مجکو محفل مین جو دیکھا تو کیا حکم کہ اب
جو شناسا ہو سے ہے اور کوئی یان نہ رہے

سب کی تعریف کیا چاہئے اب تعمیاً
کوئی احسنت سے محروم غزلخوان نہ رہے

کیا کرین فکرِ سخن اب کہ مری بندہ نواز
قدردان اوٹھ گئے افسوس سخندان نہ رہے

مرگ کے بعد وہ کیا خندہ زنان ہو شائق
جیتے جی جسکو غمِ شاہِ شہیدان نہ رہے

قمر کو کیا ترے رخ سے مثال ای دلبر دینگے
غضب ہے ایسے روئے صاف کو دہبا لگا دینگے

تجلی طور کی اہل بصیرت کو دکہا دینگے
وہ جب رخسار سے اپنی کبھی برقع اوٹھا دینگے

ریاضت سے ہمارا جسم خاکستر کیصورت ہے
اسی سے اپنی ہم آئینہ دل کو جلا دینگے

چڑہا دینگے رقیبونکو بشکل زلف وہ سر پر
ہمین تو شانہ کیصورت وہ نظرونسے گرا دینگے

زبان سے کیا کہین وہ وقت آنے دو مرے صاحب
وفاداری ہم اپنی اوسگہڑی تمکو دکھا دینگے

سیہ دل جو ہین اونکو روشنی تب ہوگی حاصل
بسان شمع سرتاپا وہ اپنے کو جلا دینگے

گذر ہوویگا اپنا بزم جانان مین تب ہی ہمدم
رقیبونکو اگر محفل سے اپنی وہ اوٹھا دینگے

نہین یہ جور لازم ہے فلک تجکو بہر ہیون پہ
یہ اپنی آہ سوزان سی تجھے اکدن جلا دینگے

رگڑ کر اوسکے سنگ آستان سی اپنی ماتھی کو
خط بدطالعی ہم اک قلم ایدل مٹا دینگے

ستم کرنا نہین آتا تجھے پیر فلک ہرگز
طریقہ ظلم کا اوس طفل کی تجکو سکھا دینگے

یہی گر جوش گریہ ہی تو اکدن کاہ کی صورت
فلک کو اشک کے دریا مین سُن لینا بہا دینگے

ابھی وہ طفل نادان ہے بہت ڈرتے ہے میری جانب سے
رقیبان سیہ رو جاکے کچھ اوسکو پڑہا دینگے

نہین غم کچھ ویکا نفس کے اغوا سے کچھ ہمکو
جو رہبر ہین ہمارے راہ سیدھی پر لگا دینگے

بجاے آب حیوان اوسکو ہم سمجھینگے [illegible]
پیالہ وہ اگر زہر ہلاہل کا پلا دینگے

ہمارے خانہ ویران مین جب تشریف لاوگے
تمہاری راہ مین ہم اپنی آنکھونکو بچھا دینگے

اونہین کا نام رہجائیگا دنیا مین یقین سمجھو
جو اپنا نام یکسر لوح ہستی سے مٹا دینگے

صفائی سے بدن کی فائدہ کیا غور کر غافل
جب اکدن جسم کو سب لوگ مٹی مین ملا دینگے

عبث ہے اپنا حال زار کہنا اوس پری وش سے
بنا کر ہمکو دیوانہ وہ باتون مین اڑا دینگے

مریض عشق کو نافع وصال ماہرویان ہے
بھلا کیسے مسیحا اس مرض کی کیا دوا دینگے

گمان سرکشی ہرگز نہ رکھنا ہمسے اے قاتل
اگر تم تیغ کھینچوگے تو ہم گردن جھکا دینگے

نیاز و ناز کا منشا محبت مین ہے اے مشتاق
اگر وہ گالیان دینگے تو ہم اونکو دعا دینگے

کوئی رفیق کوئی آشنا نہین رکھتے
جہان مین دوست ہم اوسکے سوا نہین رکھتے

مزہ ملا یہ صفائی مین ہے کہ غیر کو بھی ہم
ہم اپنے آپسے ہرگز خفا نہین رکھتے

بگڑ کے کرتے ہین جب ہمسے سخت گوئی وہ
تو ہم بھی بات کوئی پھر اوٹھا نہین رکھتے

لگاؤ سے یہ تنفر ہے آپ کو صاحب
کہ آپ بات مین دورا لگا نہین رکھتے

کہا جو مین نے کہ رکھتے نہین کسیکا پاس ۔ تو ہنسکے بولی کہ بکتا ہی کیا نہین رکھتے

اگرچہ اور بھی ہین دلربا جہان مین مگر ۔ تری طرحسے وہ ناز وادا نہین رکھتے

عجیب حال ہی اپنا کہ اوسکی فرقت مین ۔ حواس ہوش ہم اپنے بجا نہین رکھتے

طبیب کہتی ہین بیمار عشق سے سنلے ۔ ہم اس مرض کی تو صاحب دوا نہین رکھتے

اب اس زمانہ مین شائق جو صاف باطن ہین
کسیکے دل کا ستانا روا نہین رکھتے

ہی مآل کار کا اندیشہ اب ہر دم سے مجھے ۔ بس یہی غم ہی نہین ہی اور کوئی غم مجھے

اپنی سایہ سے بھی وحشت دو سو کرتا ہون مین ۔ اسقدر رہا یا ہی کچہ تجرید کا عالم مجھے

گالیان اوسنے لب شیرین سے مجکو آج دین ۔ کیا تماشا ہی ہوا ہے آب حیوان سم مجھے

تیرے وعدو پر نہین آنیکا مجکو اعتماد ۔ اس طرحکی دے چکا ہی بارہا تو دم مجھے

مو بمو تار نگہ خط شب وے یجو رہے ۔ جبسے آئی ہی نظر وہ کاکل پرخم مجھے

روبرو اوسکے زبان نطق ہو جاتی ہی بند ۔ اس سبب سے کہتے ہین سب آشنا ابکم مجھے

ضبط آہ و نالہ حتی الوسع تو مینے کیا ۔ کیا عجب سو اگر یہ دیدہ پرنم مجھے

شعر میں توجیہ کا ہوتا روا اگر اختلاف | جانے ظالم خوش نہ آتا یہ کبھی ظلم مجھے

میں تو شائق ہو کر اوس سے کبھی الجھا نہیں
زلف جانان کس لئے کرتی ہے یون برہم مجھے

قطعہ

زندگی مجکو بار خاطر ہے | کسقدر انتشار خاطر ہے
بعد مردن بھی خاک میری حیف | دوستون کی غبار خاطر ہے

ولہ

یاد آئے پیچ طول کاکل خمدار کے | جبکہ دیکھے ہمنے کالے کوس جمنا پار کے

مخمس برغزل جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد ناسخ مرحوم

تپش وصل نے دکھایا یہ اثر رات کی رات | ہاتھ مین میرے رہی زلف قمر رات کی رات
بخت بیدار رہا اپنا مگر رات کی رات | رہا آغوش مین وہ رشک قمر رات کی رات
ماہ ہالہ مین رہا تا بہ سحر رات کی رات

وادئ ہجر کی ہمسے نہوئی طے منزل | کچھ نہ تدبیر بن آئی رہے یکسر غافل
ہمنشین کس سے کہون جا کے یہ اپنی مشکل | آج پھر ہجر کا دن آیا کہ بیچین ہے دل

کل تو ٹھیرا تھا ذرا درد جگر رات کی رات

سال کی سال ہین اوس سی ہی مجبوری
ہر مہینا ہین ذیقعد سا گذرا خالے
جی لگا جب نہ وطن مین تو سفر کی ٹھیری
راہ چلتی ہوئے منزل پہ ملاقات ہوئی

اس مہینے مین رہا ماہ صفر رات کی رات

بس یہی ہی مجھے مرغوب بلائین لیلون
منھ کی تیری کسی اسلوب بلائین لیلون
پاس آ او مرے محبوب بلائین لیلون
زلف مشکین کی ترے خوب بلائین لیلون

مین ترے صدقے ہین آج ٹھہر رات کی رات

قصہ خوانی تری کاکل کی صفت آج کی
مختصر بات تھی پر شوق سماعت سے بڑھی
شام سے تا بہ سحر آنکھ نہ جھپکی اپنی
طول سا طول ہوا بل بی درازی تیری

ہوئی افسانہ کاکل مین بسر رات کی رات

مدۃ العمر مین اک مرتبہ پائی شب وصل
لاکھ تدبیر سے دی ہمکو دکھائی شب وصل
اپنی تقدیر بڑے زور سے لائی شب وصل
برسون نالان رہے اک تو آئی شب وصل

سو بھی نالے نے دکھایا یہ اثر رات کی رات

زندگی عالم فانی کی ہے مانند حباب * ہی طلسمات جہان گذران نقش بر آب
کیجیے عیش کے تا وسع مہیا اسباب ترک دنیا نہ کیا چاہیے تا عہد شباب

اس سرا مین کبھی ذرا کیجیے بسر رات کی رات

میری خاطر سے ذرا آج کی شب چھپ جانا یعنی بانگ سحری لب پہ نہ اپنے لانا
پس دیوار بھی زنہار نہ میرے آنا * ہی شب وصل کہین شام سے مت چلّانا

آج چپ رہیو ذرا مرغ سحر رات کی رات

سارے معشوق ہین ذرہ مہ کنعان تجھ سے بلبل شیفتہ مین ہون گل خندان تو ہے
شائق و شیدہ مین ہون تشنہ خوبان تجھ سے مہر دلسوختہ مین ہون مہ تابان تو ہے

ہی شب وصل سحر کی تو سحر رات کی رات

مخمس دیگر بر غزل میرزا صاحب ممدوح

اس طرح قطرۂ خون میرے جگر سے نکلے لعل جس طرح سے بس بطن حجر سے نکلے
دل نہ کیون خون ہو تو سر کیون نہ نظر سے نکلے لخت دل شکل لئی دیدۂ تر سے نکلے

تو اماں پارۂ یاقوت گہر سے نکلے

نخل طوبی کو اُسے دیکھ کے ہوتا ہی حسد — صفت اعضاے سنان کی نہین کرتی ہی حد

کہتی ہی طبع رسا مجھسے کہ ای اہل خرد — نہ ذقن ہی نہ وہ لب ہین نہ وہ پستان نہ وہ قد

سیب و عناب و انار ایک شجر سے نکلے

جلوۂ حسن سی تھرّاتی ہین تیری جاوید — شعلۂ و صاعقۂ و ماہ منور ناہید

دیکھین دو شمس بہنگام سحر ہے یہ امید — تو بھی چل بام پہ وقت طلوع خورشید

نکلے اک مہر ادہر ایک اودہر سے نکلے

ہو جیبی عہدہ برا کیونکہ تری کاکل سے — شعبدے چرخ مشعبد نے نہ دیکھے ایسے

یہ طلسمات نئے زلف سے ہمنے دیکھے — مار ضحاک ہوئی زلف تری دلکو مرے

سانپ وہان شانون سے نکلے یہان سر سے نکلے

تو یہ کہتا ہی کہ باقی ہے فقط نام ہی نام — نہ سکندر ہے نہ جمشید نہ آئینہ نہ جام

پر مرے ذہن مین ہمدم ترا سودا ہی یہ خام — چشم بینا ہو تو جو جام سے جب نکلا تھا کام

وہی جمشید کے اب کاسۂ سر سے نکلے

بعد مدت جو ہم اوس بت سے ہم آغوش ہوئے — تہا یہ ڈر کا نہ کہین مرغ سحر بول اوٹھے

بیٹھتے اوٹھتے یہی بات تھی لب پر میرے ہی دعا وصل کی شب صبح اوڑ ین ویناسے

یا نہ آواز کبھی مرغ سحر سے نکلے

ہون غم ودرد مصیبت سے نہایت محزون ستم چرخ سے ازبس ہی مرا حال زبون

تنگ ہی دہر کی وسعت مین کدہر کو جاؤن قید اس گنبد بیدر مین ہون کیونکر نکلون

راہ ملتی ہی نہین کوئی کدہر سے نکلے

یون بھی لٹتی ہوئے دیکھا ہی کسی انسان کو دل دیا دین دیا صدقہ کیا ایمان کو

ہائے باین ہمہ کیا بغض رہا جانان کو ہم موئے یہان تو وہان حکم ہوا دربان کو

آج تابوت کسیکا نہ ادہر سے نکلے

زر مین اور زر ین تو کچہ فرق نہین ہی اصلا زر سے زر زر سے ہو زر پہیر ہی اک نقطہ کا

اور زر ہی سے تو ہر چیز کو ہی نشو و نما غفلت اہل دول تشنہ زر سے ہے بجا

کیجے معکوس تو زر حرف نہین زر سے نکلے

واقعی چہاتیان ایسی تو کہان ہوینگی مگر اک بات سنی مجکو نظر اونہین پڑے

یعنی انگیا کی سجاوٹ پہ ذرا غور جو کی اوسکی پستان پہ نظر آئے گل داؤدی

سر و سے نکلے ثمر پھول ثمر سے نکلے

ہم نہین سمجھی تھی شائق غم دوری جانکاہ
ورنہ کیون کرتے سفر کسلیے چلتے یہ راہ

اب تو کچھ ہو نہین سکتا ہی بجز نالہ و آہ
مہر بیتابئی دل سی ہے خدا ہی آگاہ

ہے کیون کوئے بت رشک قمر سے نکلے

مخمس بر غزل جناب شیخ علی حزین صاحب متخلص بحزین

مئی گلگون کا کوئی جام پلا اے ساقی
جلد آ دیر نکر بہر خدا اے ساقی

میکشی کا ہی اب وقت یہ موسم اے ساقی
ابر تر دامن و سر مست ہوا اے ساقی

خوش بود بادۂ خورشید لقا اے ساقی

چھوٹا میخانہ فقط مجھسے رہے سب آباد
صبر کی جا ہی نہین جا فغان و فریاد

بس یہی کہتی چلی ہم تو بجان ناشاد
باطن پاک بزرگان ہمہ جا یارت باد

نجم بادہ سپر و نیم ترا اے ساقی

مجھسے مخمور سے ہوتا ہی منغص بیجا
اُسکا و فیہ ترے سامنے دشوار ہی کیا

پوچھتا ہون مین یہی تجھسے کہ بیوجہ بھلا
درد سر میکشی از نالۂ مخمور چرا

می توان بست بجامی لب ما ای ساقی

اک پیالہ کی فقط کرتے ہیں تجھ سے درخواست | تیرا احسان بہر حال بجا ہے اور راست
کچھ تصنع نہیں کہتا ہوں نہیں ہے یہ کم و کاست | گرچہ با ابر کفت قطرۂ دن ما پیداست

جام اگر نیست تہیم ہست بجا ای ساقی

تھی تمنا کہ کسی طرح سے میں کشتۂ غم | خانقہ چھوڑ کے میخانہ میں پہونچوں اک دم
بارے گھبرا کے اب اے معدن اشفاق و کرم | بدر میکدہ از خشکی زہد آمدہ ام

نشود تر نشود دامن ما ای ساقی

یہ بھلا کونسی ہے بات یہ کیا ہے عنوان | دور ساغر میں بچا جاتا ہمیں کو ہر آن
ایک قطرہ نہ ملے ہم کو پیے سارا جہان | ابر احسان تو دریا دل ما سوختہ جان

شرم بادت ز لب تشنۂ ما ای ساقی

جتنے عاشق ہیں ہوا کرتے ہیں مشتاق و غمگین | غم دل عاشق دلخستہ سے جاتا ہی نہیں
آج کل سے نہیں ایسا یہ پریشان و غمین ہے | عمر ہا شد کہ ز خونین جگر است خزین

با اسیران وفا چند جفا اے ساقی

ایضاً غزل افصح شعرای زمان جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر

دل حلقۂ کاکل میں گرفتار نہ کیجو
چاہت کا کسی کی کبھی اقرار نہ کیجو
گو یوسف ثانی ہو مگر پیار نہ کیجو
سب کیجیو پر عشق تو زنہار نہ کیجو
اے مہر خبردار خبردار نہ کیجو

اس دام بلا میں تو ہوا ابتو گرفتار
گل سمجھیو اوسکو جو نظر آئے تجھے خار
چپ ہیو اگر ہو بچنیں یہاں کتنی ہی آزار
نازک ہی بہت خاطر صیاد خبردار
نالہ کہیں اے مرغ گرفتار نہ کیجو

تھا شدت وحشت سے گرانبار دل اپنا
رونے سے ہوا پر یہ سبکبار دل اپنا
کیا لطف جو یونہی رہے بیکار دل اپنا
بہتر ہے جو ہو صرف غم یار دل اپنا
صرفہ کبھی اے دیدۂ خونبار نہ کیجو

اس عارضۂ عشق سی فریاد و فغان آہ
بچنی کی تو مطلق نظر آتی ہی نہیں راہ
کیا قہر و غضب ہے بخدا یہ غم جانکاہ
گر لاکہ مرض ہوں تو بلا سے مگر اللہ
اوس نرگس بیمار کا بیمار نہ کیجو

ظاہر ہے کہ سفاک ہی بس وہ بت بے پیر | اور اوسکے بگڑ جانی مین ہوتی نہین تاخیر

کمبخت سمجھتا نہین کیا کم ہی یہ تقصیر | وہ سوتا ہی اور کرتا ہے تو نالہ شبگیر

اے دل کہین اوس فتنہ کو بیدار نہ کیجو

طیار ہوا نامہ بھی اے نامہ بر اب تو | جس طرح سے بن آئے روانہ تو اودہر ہو

پر تجکو قسم ہے مری اے رہرو خوشخو | یہ نامہ نہ دے نام تو دیدیجیو اوسکو

قاصد یہ مرا نام تو اظہار نہ کیجو

قطعہ

جن روز دن تھا آوارہ صحرا بلا مین | سیاح ہر اک کوہ و بیابان کا تھا مین

اک روز کا احوال کہون دوستو کیا مین | وحشت مین سو ہر قدر مجنون جو گیا مین

لکھا تھا محبت کو لی ہشیار نہ کیجو

کہنے کو کہین میرے اگر تو نے نہ مانا | اور جوش جوانی مین ہوا عاشق شیدا

بالفرض کہ آغاز مین کچہ حظ بھی اوٹھایا | دیوانہ پھرا آخر کو بہت ہاتہ ملیگا

اس دشت مین پا وقف سر خار نہ کیجو

مشتاق کیطرح ہاتہ اوٹھا دونون جہان سے | کہ حرف شکایت نہ کبھی اپنی زبان سے

حاصل نہین جز بریدہ دری آہ و فغان سے | جل جائیو اے مہر تپ عشق تبان سے

گر ضبط ہے تو آہ شرربار نہ کیجو

ایضاً

عوض لطف ملا حلقۂ زنجیر مجھے | لیچلی پہر سوئے زندان مری تقدیر مجھے

آہ کچھ آہ نے دکھلائی نہ تاثیر مجھے | دل کی واشد کی نہ سوجھی کوئی تدبیر مجھے

ہو گیا غنچۂ گل غنچۂ تصویر مجھے

دیکھ آنکھون سے ذرا اشک فشانی میری | رحم کہا دیکھکے یہ سوختہ جانی میری

عرض واللہ یہ گر تونے نمانی میرے | مفت برباد ہی جائیگی جوانی میری

خاک مین یون نملا ای فلک پیر مجھے

بسکہ مجروح ترے ابرو و خمار سے ہون | سوختہ شعلہ صفت آتش رخسار سے ہون

کیا کہون تنگ جو اس ہجر کے آزار سے ہون | جان بلب شدت درد دل بیمار سے ہون

مت ستا بہر خدا او بت بے پیر مجھے

نام لے لیکے ترا ہو شرربار روتا ہون | یاد کرکے ترے انداز جفا روتا ہون

اپنے مقسوم پہ اے ماہ لقا روتا ہون | غیر تو ہنستا ہی تجھسے مین کھڑا روتا ہون

رنگ دکھلاتی ہے کیا کیا مری تقدیر مجھے

تو قسم مجھسے جو کہتا ہون کسی اور کی چاہ | ہو تمھین مد نظر اپنے تو ہر دم واللہ

کیون خفا بیٹھے ہو کہئی تو مرا کیا ہی گناہ | نہوا محو مین کب دیکھ کے مژگان سیاہ

نہ کیا آپ نے کسدن ہدف تیر مجھے

آگے کہتا تھا کہ ہی جیبین کرون تجکو ندیم | اندنون پیار سے کرتا ہی وہ عزّ و تکریم

سخت حیران ہون یہ کیا بات ہی اے رب کریم | ہنسکے بیوجہ تو اوسکا نہین کرنا تعظیم

کچھ نہ کچھ رنگ دکھائیگی یہ توقیر مجھے

ہمنشین کیا کہون جس طرح کے غم کہاتا ہون | لا کے صورت دل شیدا کو مین سمجھاتا ہون

درد دل خاک اوسے اپنا سناتا ہون | ذکر کیا بات کا منہ دیکھکے رہجاتا ہون

محو کر دیتی ہی اوس شوخ کی تقریر مجھے

سیر گلشن کو وہ غارتگر جان جاتا تھا | اتفاقیہ سر راہ وہ مجکو جو ملا

ضبط بیتابی دل سے نہ وہان پر بھی ہوا | مینے اک آہ جو کی دیکھکے اوسکو تو کہا

واہ یہ نالہ تو بس کر چکے تاثیر مجھے

توجو کہتا ہی کہ اس طرح سے غافل نرہو
شائق اس حالمین کچھ فکر قیامت بیجے گر
خوف ہنگامۂ محشر مجھے کسواسطے ہو
حشر مین دفتر اعمال کے رد کرنے کو

مہر بس ہے سند نامۂ تقدیر مجھے

تمام شد مخمسات شائق

قطعات تاریخ دیوان وصفات عنوان از شعرای برگزیدۂ روزگار

قطعۂ تاریخ طبع از طبع وقاد ورائق حافظ الٰہی بخش صاحب شائق مصنف دیوان

نباشد قابل تعریف نظمم
نمی گویم کہ کلک من گہر سفت
ولیکن از برائے نذر احباب
نمودم طبع را با خون دل جفت
سن تصنیف آن ہاتف بہ شائق
برائے دوستان این تحفہ ہا گفت

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار دُر ربار سیّد وارث علی صاحب المتخلص سیفی

عزیز دلی شائق خوشخصال
غزلہا بتائید یزدان نوشت
بچشم تامل اگر بنگرے
بناشد چنین نظم آسان نوشت

ببین سال تصنیف سیفی زفکر — بطرز خوش اسلوب دیوان نوشت ۱۲۹۴ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار حکیم سید ابن حسن صاحب رئیس فرخ آباد

جب الٰہی بخش شائق کا یہ دیوان خوب — چھپکے تابان ہوگیا مانند خورشید منیر ۱۲۹۴ھ

واسطے سال مسیحی کے مسیحا ای طبیب — بولے یہ دیوان چھپا بےمثل و زیبا بےنظیر ۱۸۷۷ء

قطعۂ تاریخ از طبع طباع مرزا اسرار علی بیگ صاحب متخلص فائق

مرحبا صد آفرین ای شائق عالی وقار — با متانت با فصاحت خوب یہ دیوان لکھا

سنلے ای فائق بگوش دل یہ ہاتف نے کہا — سال ہی تصنیف کا گلشنی بہار دیوان ۱۲۹۴ھ

قطعۂ تاریخ از فکر رسائے خواجہ عبد الرزاق صاحب مشتاق

کہا دل نے جو یہ دیوان دیکھا — کہ خوش اسلوب لکھ تاریخ اسکی

مناسب ہے تجھے فکر رسا سے — نہایت خوب لکھ تاریخ اسکی

طبیعت بول اوٹھی فوراً کہ مشتاق — بدل مرغوب لکھ تاریخ اسکی ۱۲۹۴ھ

قطعۂ تاریخ از کلک گہر سلک بخش الٰہی صاحب قیس متخلص ساکن اٹاوا

حقیقت میں ہے یہ دیوان بےمثل — نہ کیون مداح ہون اسکے سخنور

لکھا شائق نے طبع نکتہ زا سے — دکھایا فکر صائب کا یہ جوہر

نظر کی مینے جب اسپر تو دیکھا — کہ ہر اک شعر ہے ہمسلک گوہر

مناسب ہے لکھا اسکی سال تصنیف — طبیعت نے کہا مجھسے مکرر

ہوئی کہنے سے اوسکے تب مجھے فکر — جھکا زانو پہ اپنا غور میں سر

کہا دل نے نکر کچھ فکر اے قیس — یہ ہے تاریخ گنج خوب بہتر ۱۲۹۴ھ

قطعہ تاریخ طبع از ہیچمدان نثار احمد بن حافظ نیاز احمد مغفور بریلوی کاتب دیوان ہذا شاگرد حافظ امام الدین خان

جب کہ یہ دیوان پر مضمون شائق نے کہا — خوش ہوئے پڑھ کر اوسے تھی جسقدر اونکے حبیب

دل نے میری بھی کہا محظوظ ہو کر اے نثار — لکھ یہ سن تصنیف اب دیوان پر مضمون عجیب ۱۲۹۴ھ

ایضاً در سنہ عیسوی

ہوا طیار جب یہ نظم دلکش فکر شائق سے — نثار اوسکی مجھی تاریخ لکھنی کا خیال آیا

چھپا کر چشم بد بین مصرع تاریخ یہ لکھا — بہت اچھا چھپا دیوان الٰہی بخش شائق کا

قطعۂ تاریخ از طبع سلیم شیخ بدلی صاحب متخلص بہ کیوان بلگرامی

چو نظم شائق حافظ نمود جلوہ گری — پسند شد نظر اہل علم و اہل ہنر
بگوش خاطر کیوان برائے تاریخش — سروش گفت کہ دیوان حافظ دیگر ۱۲۹۴

قطعۂ تاریخ از خامۂ فصاحت ختام شیخ عبد الستار صاحب شفیق

خامۂ شائق چو این دیوان نوشت — از لب ہر کس برآمد مرحبا
مصرعی در وصف او کردم رقم — سال تصنیفش ازان شد برملا
از شفیق آن مصرع نیکو شنو — عندلیب مدح شیخ خوش نوا ۱۲۹۴

قطعۂ تاریخ از قلم براعت رقم شمس الدین صاحب شمس ساکن دلیل نگر

جب کہ شائق نے یہ کہا دیوان — اونکے احباب نے کہی تاریخ
شمس نے بھی بغور و فکر تمام — گلشن طرفہ تر کے لکھے تاریخ ۱۲۹۴

قطعۂ تاریخ از فکر صائب شیخ علی احمد صاحب لائق

بین بدیوان شائق ذی خلق — میزند مثل موج مضمون جوش
سال طبعش بہ لائق مجزون — نظم شد بیمثال گفت سروش ۱۲۹۴

از نغمات بلبل گلزار معانی طوطی سحر جویبار نکتہ دانی منشی محمد ابو حسن صاحب

یہ الٰہی بخش شائق کا کلام
جب ہوا مطبوع ہر طبع رسا

یوں حسن نے مصرع تاریخ طبع
چھپ گیا موزوں و پرمضموں لکھا

قطعۂ تاریخ ریختۂ خامۂ شیخ احمد بخش صاحب احمد تخلص

ہو چکا جب ختم خوبی سے یہ نظم آبدار
دیکھ لو اس سے مصنف کا ہوا جوہر پدید

اسکی برکت میں ہی کیا شک یعنی یہ لکھا گیا
آخر ماہ مبارک اولین ماہ عید

از سر امید تاریخ اسکی ہاتف نے کہی
خوب یہ دیوان شائق نے لکھا احمد جدید

قطعۂ تاریخ از خاطر دریا مقاطر شیخ عبد الستار صاحب کوکب تخلص

شائق خوش بیان چو این دیوان
از سر وقت کمال نوشت

سال تصنیف خامۂ کوکب
چشمۂ فیض بے زوال نوشت

قطعۂ تاریخ از فکر صائب جالینوس زمان بقراط دوران حکیم باقر علی صاحب قیس

کیا طبع ہی کیا فہم ہی کیا فکر رسا ہے
کیوں حضرت شائق کا ثناخوان ہو انسان

دیوان ہی یا حسن مضامین کا مرقع
انساں جو شائق ہیں تو مشتاق ہی جان

غزلین ہین کہ اعجاز مسیحا کہون اسکو — اشعار کے معنی ہین کہ مردون مین پڑی جان
جو مصرع برجستہ ہے قدرت ہے خدا کے — جو لفظ ہے بے شبہ وہ اللہ کی ہے شان
جب ہو چکا ممدوح کا یہ باغ شگفتہ — کرنے لگا مین ذہن مین تاریخ کا سامان
آئی یہ ندا ہاتف غیبی کے وہین قیس — فردوس فصاحت کا ہے لاریب یہ دیوان

تقریظ چکیدۂ قلم بلاغت رقم منشی یحیی علی صاحب متوطن بلند شہر

وحده لاشریک ذات خداست — کز حکمش وجود ارض و سماست
همه عالم ز فیض او گلشن — تر و تازه از و ریاض سخن
صد صلوات و سلام بر سرور — هادی دین شافع محشر
واقف رمز و سر رحمانی — رازدان کلام یزدانی
قرب او ظاهر از کلام خدا — قاب قوسین گفت او ادنی
مژده بادا بجمله اهل زمن — جلوه افروز گشت تازه سخن
شاعر خوش بیان فصیح زبان — صادق القول حافظ قرآن

مخزن لطف و معدن اخلاق — مظهر جود و مصدر اشفاق

زینت افزای صدر عزت و جاه — از رموز سخن کمال آگاه

ناز بر طبع او نزاکت را — فخر بر ذات او فصاحت را

در غزلها تخلصش شائق — فکر او صائب است و هم فائق

کرد تصنیف عمده دیوانے — شعر شعرش بود گلستانے

بر نقوشش جداول رنگین — شیفته صد نگارخانهٔ چین

خوشنویس زمان نثار احمد — که بود وصف او زیاده ز حد

ریخته بر صفحه لولوی رخشان — خامهٔ او که هست دُرافشان

طبع در مطبع نظامی شد — عمده مطبوع گشت و نامی شد

ز اهتمام ستودهٔ عالم — پیرو سنّت شفیع امم

ذی همم باصفات والاشان — صاحب الجود عبد رحمن خان

مالک مطبع نظامی هست — ذات سامیش بس گرامی هست

کرد در طبع سعی بے پایان — تا ابد باد خرّم و شادان

یحیی گوید اے ہمے این دیوان | باد مطبوع طبع اهل جهان

ولہ قطعه تاریخ

نهی شائق شائق ذی کمال | سخن سنج و هم ماهر علم و فن

ز فرط مروت بخلق وسیع | عنایات مبذول دارد بمن

ز فکر رسا خوب دیوان نوشت | بفیض خدائے زمین و زمن

نقوش جداول چنان خوشنما | که زد چتر بر شاخ گل نارون

همین با دل شاد یحیی علی | بگفتا زهے گلستان سخن

وجه مهر و دستخط مهتمم

برای سندیت یعنی که این کتاب مطبوع مطبع نظامیست

مهر و دستخط مهتمم ثبت نموده شد.

کتبه نثار احمد بن حافظ نیاز احمد مغفور بریلوی

محمد عبدالرحمن خان

ضیق النفس تشنجی اور ککر کھانسی میں جو مزمن ہو اور امراض عصبیہ میں جو
بلا شرکت دماغ کے ہوتے ہیں اور مالیخولیا اور * کوریا * اور مرگی اور مرض
کنٹھ مالا اور تحجر رحم اور جریان میں سرد حمام کرنے سے فائدہ ہوتا ہی اور
جب سرد پانی کو کسی نلی کے وسیلہ دھار باندھ کر بہت زور سے ڈالتے ہیں
تب اوسے * ڈوچھ باتھ * کہتے ہیں یہ اکثر بیہوشی وغیرہ میں استعمال
کیا جاتا ہی اور * ہوٹ باتھ * یعنی گرم ابزن بسنگ کے وہ اور تشنج تازہ اور
اور ایسی طرح کے امراض میں استعمال کرنے سے مفید ہوتا ہی اور جب
گرم پانی سے صرف بھپارہ لیتے ہیں تب اوسکو * ویپر باتھ * کہتے
اور جب اوسمیں کوئی دوا بھی داخل کردیتے ہیں تب اوسکو
مڈیکیٹڈ ویپر باتھ * بولتے ہیں
بلسٹر * یا * وسیکنٹ * یعنی آبلہ لانے والی ادویہ انکا بیان
تفصیلاً آگے کیا جاوے گا
بلڈ لٹنگ * یعنی خون نکالنا اور یہ دو طرح پر ہوتا ہی ایک تو عام جیسے
فصد اور شریان کو تراش کے خون لینا اور دوسرے * ٹوپیکل *
یعنی کسی خاص مقام سے خون نکالنا جیسے جونک یا پچھنا لگانا

خون نکالنے کی علت غائی

اوّل قلب کے فعل اور دوران خون کے زور کو کم کرنا دوم بدن سے
خون کو گھٹانا سوم اور اعضا سے خون کو کھینچ کے جای فصد کی طرف لانا